مسائل نماز

از قلم

مولانا حبیب الرحمن اعظمی

منجانب

النعمان سوشل میڈیا سروسز

مقالہ نمبر ۱۶

قال النبی ﷺ

صلّوا کما رأیتمونی اصلّی

مسائلِ نماز

جس میں مذکورہ ہر ہر مسئلہ کا ثبوت
قرآن، احادیث اور آثار صحابہ سے پیش کیا گیا ہے

تالیف

حبیب الرحمٰن اعظمی
استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لانبي بعده ، وعلى آله وصحبه ومن اتبع سنته وهديه.

امابعد: نماز اسلام کا اہم ترین رکن ہے، ساری عبادتوں سے اس کا درجہ بلند ہے، نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں "رأس الأمر الإسلام وعموده الصلاة " (رواه الترمذی) دین کی اصل اسلام یعنی ایمان ہے اور اس کا ستون نماز ہے، قیامت کے دن تمام عبادتوں سے پہلے نماز ہی کے بارے میں سوال ہوگا حدیث پاک میں ہے " أول مايحاسب عليه العبد يوم القيامة الصلاة ، فإن صلحت صلح سائر عمله وإن فسدت فسد سائر عمله "(رواہ الطبرانی) پہلی چیز جس کا بندہ سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا نماز ہے، اگر نماز ٹھیک رہی تو سارے اعمال ٹھیک ہوں گے اور اگر نماز خراب رہی تو سارے عمل خراب ثابت ہوں گے۔

سفر، حضر، امن وخوف ہر حالت میں نماز کی محافظت اور پابندی کا حکم ہے، اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ، فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالاً اَوْرُكْبَاناً فَإِذَا اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. (البقرۃ:۲۳۸-۲۳۹)

محافظت کرو سب نمازوں کی اور (بالخصوص) درمیان والی نماز (یعنی عصر)

کی اور (نماز میں) کھڑے رہو ادب سے، پھر اگر تم کو خوف ہو (کسی دشمن، غیرہ کا) تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے پڑھ لو (یعنی اس حالت میں بھی نماز کی پابندی کرو اسے ترک نہ کرو) پھر جب تم کو اطمینان ہو جائے تو خدا کی یاد (یعنی ادائے نماز) اسی طریقے سے کرو جس طرح تم کو سکھایا ہے جس کو تم جانتے نہ تھے۔

نماز میں کوتاہی کرنے والوں پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

" من حافظ عليها كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيامة، ومن لم يحافظ عليها لم يكن له نورا وبرهانا ولانجاة وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأُبيّ بن خلف"(رواه احمد والطبراني باسناد جيد)

جو شخص نماز پر مداومت اور ہیشگی کرے گا اس کے لیے نماز قیامت کے دن نور ایمان کی دلیل اور نجات ہوگی، اور جو اس پر مداومت نہیں کرے گا قیامت کے دن نہ اس کے لیے نور ہوگا نہ دلیل اور نہ نجات اور قیامت کے دن وہ قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

دیگر ارکان کے مقابلے میں نماز کا ادا کرنا اکثر مسلمانوں پر فرض ہے، مجنون نابالغ، اور حیض ونفاس میں مبتلا عورتوں کے علاوہ ترک نماز کا عذر کسی سے مسموع نہیں ہے، نمازی تو بہت ہیں لیکن اس کے احکام ومسائل سے اچھی طرح واقف کم ہی ہیں جب کہ نماز کے احکام کا جاننا ہر بالغ مسلمان کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ اپنی نماز صحیح اور مکمل طور پر ادا کر سکے، کیوں کہ وہ نماز جس کے شرائط ارکان وغیرہ پورے نہ کئے گئے ہوں وہ شریعت کی نظر میں معتبر نہیں: چنانچہ نبی پاک ﷺ نے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ اچھی طرح سے نماز ادا نہیں کر رہے ہیں تو ان کے نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد فرمایا " ارجع فصلِّ فإنك لم

تصلّ" تو پھر جا اور نماز پڑھ تم نے تو (شرعاً) نماز پڑھی ہی نہیں، اسی طرح ایک موقع پر ادائے نماز کے بعد ایک صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا" یا فلان الا تحسن صلاتک الاینظر المصلی اذا صلیٰ کیف یصلی" (صحیح مسلم) اے فلاں اپنی نماز کو اچھی طرح کیوں نہیں ادا کرتا، نمازی ادائے نماز کے وقت کیوں نہیں سوچتے کہ وہ کیسے نماز پڑھ رہے ہیں۔

قرآن وحدیث کے ان محکم اور واضح نصوص کے پیش نظر نماز کی فرضیت اور اس کے اہم ترین عبادت ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے البتہ کیفیت ادا میں قدرے تنوع ہے یعنی نماز کے بعض افعال اور طریقے، نیز کچھ سنن و آداب کے بارے میں سنت رسول کے دائرے میں رہتے ہوئے صحابۂ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین واکابر محدثین کا باہم اختلاف پایا جاتا ہے، اصل پر متفق رہتے ہوئے ہر ایک کو اصول و ضوابط کے مطابق اپنے طریقہ ہائے نماز کی افضلیت اور بہتری کے اظہار کا پورا حق ہے۔

لیکن عصر حاضر میں ایک ایسا گروہ معرض وجود میں آگیا ہے جن کے یہاں سنت کا ایک خود ساختہ معیار ہے کہ جو کام وہ خود کریں اسے سنت کا عنوان دیتے ہیں اور ہر اس کام کو خلاف سنت گرادانتے ہیں جو ان کی مزعومہ سنت کے موافق نہ ہو، چاہے اس پر جمہور اہل اسلام عمل پیرا ہوں اور احادیث رسول علی صاحبہا الصلاۃ والسلام سے اس کی تائید و تصویب بھی ہوتی ہو۔

اس گروہ کے مذہبی افکار کا خلاصہ نماز کے چند اختلافی مسائل کو ہوا دینا ہے یہ لوگ کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو ورغلاتے پھرتے ہیں کہ ان کی نمازیں سنت کے خلاف ہیں ان کا نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہے، ان لوگوں کے اس رویہ سے عوام اپنی نمازوں کے متعلق ذہنی انتشار میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں اور بعض تو اصل نماز ہی سے برگشتہ ہوگئے ہیں۔

اس صورت حال کے پیش نظر فقہائے احناف کی کتابوں مثلاً کبیری، شرح

منیۃ المصلی، شرح نقایہ ملاعلی قاری، شرح وقایہ، ہدایہ وغیرہ سے نماز کے اہم بالخصوص مختلف فیہ مسائل مرتب کر دئے گئے ہیں اور ہر مسئلہ کی دلیل قرآن وحدیث اور آثار صحابہ سے پیش کر دی گئی ہے، یہ دلائل عام طور پر صحیح بخاری، صحیح مسلم، مؤطا مالک، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، شرح معانی الآثار وغیرہ معروف ومعتبر کتب حدیث سے نقل کئے گئے ہیں، اور بیشتر احادیث کے مرتبہ اور درجہ کو بھی حضرات محدثین کے اصول واقوال کی روشنی میں بیان کر دیا گیا ہے تا کہ کتاب کے مطالعہ کے دوران احادیث کے ثبوت وصحت کے سلسلے میں قاری کا ذہن مطمئن رہے اور ان لوگوں کے دام فریب میں نہ آئیں جو ہر اس حدیث کو جو ان کے مزعومہ موقف کے خلاف ہو بلا تحقیق ضعیف کہہ دیا کرتے ہیں۔

انشاء اللہ کتاب کے مطالعہ سے عام مسلمانوں کے ذہن میں جو شبہات پیدا کر دئے گئے ہیں وہ دور ہوں گے علاوہ ازیں ایک اہم ترین فائدہ یہ بھی ہو گا کہ ان دلائل سے واقف ہو جانے کے بعد یہ یقین مزید پختہ ہو جائے گا کہ ہماری نمازیں نبی پاک ﷺ کی سنت کے مطابق ہیں یقین کی اس پختگی سے نماز میں خشوع وخضوع کا اضافہ لازمی ہے اور خشوع وخضوع ہی نماز کی روح ہے۔

مسائل ودلائل کے اخذ وفہم میں غلطی کے امکان ووقوع سے انکار نہیں اگر کوئی صاحب علم کسی غلطی کی صحیح طور پر نشان دہی کریں گے تو شکریہ کے ساتھ اس کی اصلاح کر لی جائے گی۔ خدائے رحیم وکریم اپنے لطف وکرم سے جو لغزشیں ہوئی ہوں انھیں معاف فرمائے اور اپنے رسول پاک ﷺ کی سنت پر سچے دل سے عمل کی توفیق ارزانی فرمائے آمین۔

حبیب الرحمٰن اعظمی

خادم الحدیث ریس دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیام:

مسئلہ (۱) نماز کا ارادہ کریں تو باوضو قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں۔

(۱) قوموا لله قانتين. (سورۃ بقرۃ آیت ۲۳۸) اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ عاجزی کرتے ہوئے۔ (چونکہ نماز سے باہر قیام ضروری نہیں کیا گیا ہے لہٰذا کھڑے ہونے کا یہ حکم نماز ہی سے متعلق ہے)

(۲) عن عمران بن حصين قال كانت بي بواسير فسألت رسول الله ﷺ عن الصلوة فقال: صل قائما، فان لم تستطع فقاعدا، فان لم تستطع فعلى جنب. "(صحیح بخاری ۱/۱۵۰ و مسند احمد ۴/۴۲۶)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بواسیر تھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر پہلو پر لیٹ کر پڑھو۔

مسئلہ (۲) قیام میں دونوں پیر قبلہ رخ رہیں:

امام بخاری باب فضل استقبال القبلۃ میں لکھتے ہیں:

يستقبل بأطراف رجليه القبلة، قاله أبوحميد (الساعديؓ) عن النبى صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پیر کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے تھے۔

صف کی درستگی

مسئلہ (۳) باجماعت نماز میں بالکل سیدھے اس طرح مل کر کھڑے ہوں کہ ایک دوسرے کے بازو ملے ہوں درمیان میں کوئی خلاو فرجہ نہ رہے۔

(۱) عن نعمان بن بشیر قال: کان رسول اللہ ﷺ یسوّی صفوفنا حتی کا نمایسوّی بھا القداح - الحدیث. (صحیح مسلم ۱/۱۸۲)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کے سیدھے کرنے میں اس قدر اہتمام فرماتے تھے گویا ان صفوں سے تیر سیدھے کئے جائیں گے۔

(۲) عن انس قال: قال رسول اللہ ﷺ: سوّوا صفوفکم فإنّ تسویة الصفوف من إقامة الصلاة ، وعند مسلم، من تمام الصلاة. (صحیح بخاری ۱/۱۰۰، صحیح مسلم ۱/۱۸۲)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا صفوں کو سیدھی کرو کیوں کہ صفوں کا سیدھا کرنا اقامت نماز میں سے ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نماز کی تکمیل سے ہے۔

(۳) عن ابن عمر أن رسول اللہ ﷺ قال: أقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب وسدّوا الخلل ولینوا بأیدی إخوانکم ولاتذروا فرجاتٍ للشیطان ومن وصل صفاً وصله اللہ ومن قطع صفّاً قطعه اللہ ۔ (سنن ابوداؤد ۱/۹۷، صحیح ابن خزیمہ، والحاکم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راویت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر کرو اور درمیان کی خالی جگہوں کو بند کردو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ (یعنی صف

درست کرنے کے لیے اگر کوئی آگے پیچھے کرے تو نرمی کے ساتھ آگے یا پیچھے ہو جاؤ) اور صفوں میں شیطان کے لیے دراز نہ چھوڑو(بلکہ بالکل مل کر کھڑے ہو) جو صفوں کو ملائے اللہ تعالی اس کو ملائیں گے اور جو صفوں کو کاٹے گا اللہ تعالی اسے کاٹ دیں گے۔

(٤) انس بن مالكؓ قال: أقيمت الصلاة فاقبل علينا رسول الله ﷺ بوجهه ، فقال:أقيموا صفوفكم وتراصّوا فإني اراكم من وراء ظهري، وفي رواية عنه وكان أحدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وقدمه بقدمه. (صحیح بخاری:۱۰۰/۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ کا بیان ہے کہ نماز کی تکبیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا صفوں کو برابر رکھو اور خوب مل کر کھڑے ہو بلاشبہ میں تمہیں پشت کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنے پیروں کو اپنے ساتھی کے پیروں سے ملا دیتا (یعنی ہم میں سے ہر ایک صف کے درمیانی خلا کو پُر کرنے میں انتہائی اہتمام کرتا تھا) یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر ایک اپنے قدم کو دوسرے کے قدم سے واقعی ملا دیتا تھا، چناں چہ حافظ ابن حجر اس جملہ کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "المراد بذلك المبالغة في تعديل الصف وسد خلله"۔(فتح الباری:۲/۳۵۲)

امام بخاری کا مقصد اس باب سے صف کی درستگی اور صف کے دراز کو بند کرنے میں مبالغہ بتانا ہے۔اس کی تائید سنن ابو داؤد کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے "رُصوا صفوفکم وقاربوا بینھا وحاذوا بالأعناق"۔(۹۷/۱)صفوں کو خوب ملا کر اور قریب ہو کر

کھڑے ہوا اور باہم گردنوں کو برابر کرو، نیز سنن ابو داؤد میں حضرت نعمان بن بشیر کی روایت سے بھی تائید ہوتی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں "فرأیت الرجل یلزق منکبه بمنکب صاحبه ورکبته برکبة صاحبه وکعبه بکعبه" (۱/۹۷) میں نے دیکھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کے کندھے سے اپنا کندھا گھٹنے سے اپنا گھٹنا اور ٹخنے سے اپنا ٹخنہ ملا کر کھڑا ہوتا تھا۔

اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ صفیں اس طرح درست کرنا کہ گردنیں گردنوں سے، گھٹنے گھٹنوں سے اور ٹخنے ٹخنوں سے ملے ہوئے ہوں ممکن ہی نہیں، اس لیے یہی کہا جائے گا کہ ان مذکورہ الفاظ سے مقصود صف بندی کے اہتمام کہ کوئی آگے پیچھے نہ ہو۔ اور درمیانی کشادگی کو پُر کرنے میں مبالغہ کرنے کو بیان کرنا ہے ان الفاظ کے حقیقی معانی مراد نہیں ہیں، لہٰذا صفوں کو درست کرنے کی سنت کے مطابق صحیح صورت یہی ہے کہ سب آپس میں کندھے سے کندھے ملا کر کھڑے ہوں کہ درمیان میں خلا نہ رہے اور نہ ہی کوئی صف میں آگے پیچھے نکلا ہوا ہو باہم پیروں کو پیروں سے ملانے کی ضرورت نہیں کیوں کہ اس طرح ایک دوسرے کے قدم تو مل جاتے ہیں لیکن اپنی ٹانگیں چوڑی کرنے کی وجہ سے خود اپنی ٹانگوں کے درمیان غیر موزوں فرجہ اور خلل پیدا ہو جاتا ہے جو رسول خدا ﷺ کی تعلیم تحسین صلاۃ کے خلاف ہے۔ پھر اس میں بلاوجہ کا تکلف کرنا پڑتا ہے اور رکوع و سجدے میں بھی دشواری ہوتی ہے نیز صفوں کی درستگی کا اہتمام تو صرف نماز کے شروع کرتے وقت مطلوب ہے اور ٹانگیں چوڑی کر کے قدم سے قدم ملانے کی ضرورت ہر رکعت میں پیش آتی ہے جو خلاف سنت ہے۔ فقد بر

مسئلہ (۴) پہلی صف مکمل کر لینے کے بعد دوسری صف قائم کریں۔

(۱) عن جابر بن سمرة (مرفوعا) ثم خرج علینا فقال ألا تصفون، کماتصفّ الملائکة عند ربها، فقلنا یارسول اللّٰه: وکیف

تصفّ الملائكة عند ربها قال يتمّون الصوف الأولى ويتراصّون في الصف . (صحیح مسلم:۱۸۱/۱)

ترجمہ: پھر دوبارہ رسول خدا ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے پاس صف بندی کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا حضور! فرشتے اپنے رب کے پاس کس طرح صف قائم کرتے ہیں؟ فرمایا اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

(۲) عن انس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أتموا الصف المقدم ثم الذي يليه، فما كان من نقص فليكن في الصف المؤخر. (سنن ابوداؤد:۹۸/۱، واسنادہ حسن)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلی صف کو پورا کرو پھر اس سے ملی صف کو پورا کرو اور جو کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہو۔

نیت:

مسئلہ (۵) نماز شروع کرتے وقت دل میں نیت کرلیں کہ فلاں نماز پڑھ رہا ہوں۔

(۱) وَمَآ اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ۔

ترجمہ: اور انھیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کریں حنیف ہو کر۔

(۲) إنما الأعمال بالنيات وإنما لامرءٍ مانوى – الحديث.
(بخاری:۲/۱، مسلم ۱۴۰/۲)

ترجمہ: اعمال تونیت کے ساتھ ہیں آدمی کے لیے وہی ہے جواس نے نیت کی۔

تنبیہ : نیت دل کے ارادہ کا نام ہے زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ(۲) نیت کر لینے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہوئے تکبیر تحریمہ یعنی الله اکبر کہیں۔

(۱) وذكر اسم ربه فصلّى .(سورۃ الاعلیٰ، پ ۳۰)

ترجمہ: اور اس نے اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی۔

(۲) عن أبي هريرةؓ قال: قال النبي ﷺ: إذاقمت إلى الصلاة فأسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبّر .(مسلم ۱/۱۷۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز قائم کرنے کا ارادہ کرو تو مکمل طور پر وضو کرو پھر قبلہ رخ ہو جاؤ اور تکبیر کہو۔

(۳) عن مالك بن الحويرث أن رسول الله ﷺ كان إذا كبّر رفع يديه، حتى يحاذي بهما أذنيه. وفي رواية "حتى يحاذي بهما فروع أذنيه." (مسلم ۱/۱۶۸)

ترجمہ: حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ انھیں کانوں کے برابر کر دیتے، اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: یہاں تک کہ ہاتھوں کو کان کے اوپری حصہ کے مقابل کر دیتے۔

(٤) عن أنس قال رأيت رسول الله ﷺ كبّر، فحاذى بإبهاميه أذنيه – الحديث" اخرجه الحاكم وقال: هذا إسناد صحيح على شرط الشيخين ولا اعرف له علة ولم يخرجاه". (المستدرک ۱/۲۲۶)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہی تو اپنے ہاتھ کے انگوٹھوں کو کانوں کے برابر کر دیا۔

مسئلہ (۷) سردی کے موسم میں اگر ہاتھ چادر وغیرہ کے اندر ہوں تو سینے یا کندھوں تک بھی ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔

(۱) عن وائل بن حجر قال: رأيت النبي ﷺ حين افتتح الصلاة رفع يديه حيال أذنيه ثم اتيتهم فرأيتهم يرفعون أيديهم إلى صدورهم في افتتاح الصلاة وعليهم برانس وأكسية. (سنن ابوداؤد: ۱/۱۰۵، سنن کبریٰ بیہقی: ۲/۲۸)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپؐ نے نماز شروع فرمائی تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا، پھر دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرات صحابہ نماز شروع کرتے وقت ہاتھوں کو سینے تک اٹھاتے ہیں اور ان کے بدن پر چغے اور چادریں تھیں۔

فائدہ: حضرت وائل کا دوسری بار سردی کے موسم میں آنا اس روایت سے ظاہر ہے جس میں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ **"ثم جئت بعد ذلك في زمان فيه برد شديد، فرأيت الناس عليهم جُلّ الثياب تحرك أيديهم تحت الثياب"** (سنن ابوداؤد: ۱/۱۰۵، بسند: ۴/۱۰۶)

ترجمہ: پھر دوبارہ میں سخت سردی کے موسم میں آیا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان پر موٹے موٹے کپڑے ہیں اور انھیں کپڑوں کے نیچے ان کے ہاتھ (رفع یدین کے لیے) حرکت کر رہے تھے۔

مسئلہ (۸) ہاتھوں کو اٹھاتے وقت انگلیوں کو کھلی اور کشادہ نیز ہتھیلی کو قبلہ رخ رکھیں۔

(۱) عن أبي هريرة كان رسول الله ﷺ إذا كبّر للصلاة نشر أصابعه. (جامع ترمذی: ۱/۵۶۷، صحیح ابن حبان: ۳/۱۹۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو انگلیوں کو کشادہ اور کھلی رکھتے تھے۔

(۲) عن ابن عمر (مرفوعا) إذا استفتح أحدكم فليرفع يديه وليستقبل بباطنهما القبلة، فإن الله أمامه. (رواه الطبراني في الأوسط، مجمع الزوائد ۲/۱۰۲) وفيه عمير بن عمران وهو ضعيف.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اور ہتھیلیوں کو قبلہ رخ رکھے کیوں کہ اللہ تعالی کی خصوصی عنایت اس کے آگے ہوتی ہے۔

مسئلہ (۹) تکبیر تحریمہ سے فارغ ہو کر دائیں ہاتھ سے بائیں پہونچے کو پکڑ کر ناف سے ذرا نیچے رکھ لیں، ہاتھ باندھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے حلقہ بنا کر بائیں پہونچے کو پکڑ لیں اور باقی تین انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیلی چھوڑ دیں۔

(۱) عن سهل بن سعد قال كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل يده اليمنى على ذراعه اليسرى في الصلاة، قال أبوحازم: لا أعلمه إلا ينمي ذلك إلى النبي ﷺ. (صحیح بخاری: ۱/۱۰۲)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں وہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پہونچے پر رکھیں۔

(۲) عن وائل بن حجر أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه حين دخل في الصلاة وكبر، ثم التحف بثوبه، ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه

الیسریٰ والرسغ والساعد. (مسند احمد ۴/۳۱۸، وسنن النسائی ۱/۱۴۱، وسنن ابی داود ۱/۱۰۵ واسنادہ صحیح آثار السنن: ۱/۶۲)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کی تو ہاتھوں کو بلند کیا اور تکبیر کہی پھر چادر لپیٹ لی اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہتھیلی کی پشت اور پہونچے وکلائی پر رکھا۔

(۳) عن علقمه بن وائل بن حجر عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ يضع يمينه على شماله تحت السرة. (مصنف ابن أبي شيبه طبع كراچي: ۱/ ۳۹۰) قال الحافظ قاسم بن قطلوبغا في تخريج أحاديث الاختيار شرح المختار، هذا سندجيد، وقال العلامة محمد أبوالطيب المدني في شرح الترمذي هذاحديث قوى من حيث السند وقال المحقق عابد السندي في طوالع الأنوار: رجاله ثقات.

ترجمہ: علقمہ بن وائل اپنے والد یعنی وائل بن حجر سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ نماز میں آپ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔

(٤) عن أنس قال: ثلاث من أخلاق النبوة تعجيل الإفطار وتاخيرالسحور و وضع اليد اليمنىٰ على اليسرىٰ في الصلاة تحت السرة. (الجوہر النقی ۲/۳۲، والمحلی ابن حزم ۳/۳۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین باتیں نبوت کے اخلاق وعادات میں سے ہیں (۱) افطار میں جلدی کرنا۔(۲) سحری دیر سے کھانا۔(۳) اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

(٥) عن عقبة بن صهبان أنه سمع علياً يقول في قول الله عزوجل: "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" قال وضع اليمنىٰ على اليسرىٰ تحت

السرة . (التمہید ابن عبد البر: ۷۸/۲)

ترجمہ: عقبہ بن صہبان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فصل لربك وانحر" کی تفسیر میں انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

(٦) عن أبی وائل عن أبی هريرة رضی الله عنه أخذ الأكف على الأكف في الصلاة تحت السرة . (سنن ابوداود نسخۃ الاعرابی: ۲۸۰/۱، والمحلیٰ ابن حزم: ۳۰/۳)

ترجمہ: ابووائل حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

(٧) عن الحجاج بن حسان قال: سمعت أبا مِجلَز أو سألته قال: قلت: كيف أضع؛ قال: يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلهما أسفل من السرة . (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۱/۱، واسنادہ صحیح)

ترجمہ: حجاج بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابومجلز سے سنا، یا ان سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کس طرح رکھوں؟ تو انھوں نے بتایا کہ دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو بائیں ہتھیلی کے اوپری حصہ پر ناف سے نیچے رکھے۔

(٨) عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة . (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۹۰، واسنادہ حسن)

ترجمہ: مشہور فقیہ و محدث ابراہیم نخعی نے کہا کہ نمازی اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

ضروری وضاحت:

ناف سے نیچے یا ناف سے اوپر سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں مرفوع

روایتیں درجۂ دوم وسوم کی ہیں اور ان میں اکثر ضعیف ہیں البتہ نیچے باندھنے کی روایتیں سینے وغیرہ پر باندھنے کی روایتوں سے اصول محدثین وفقہا کے لحاظ سے قوی اور راجح ہیں۔

مسئلہ (۱۰) تکبیر تحریمہ اور ہاتھوں کو باندھنے کے بعد دعائے استفتاح یعنی ثنا پڑھیں۔

(۱) عن أنس بن مالك قال: كان رسول الله ﷺ اذا استفتح الصلاة قال: سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا إله غيرك. (کتاب الدعا للطبرانی: ۲/ ۳۳۳ والمعجم الأوسط قال الحافظ الهيثمي ورجاله موثقون، مجمع الزوائد: ۲/ ۱۰۷، وقال العلامة النيموي واسناده جيد، آثار السنن: ۱/ ۷۲)

(۲) عن أبی سعيد أن النبی ﷺ كان إذا افتتح الصلاة قال: سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك. (سنن نسائی: ۱/ ۱۴۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو سبحانك اللّٰهم الخ پڑھتے۔

(۳) عن عائشة قالت: كان رسول الله ﷺ اذا استفتح الصلاة قال: سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك. (سنن ابوداؤد: ۱/ ۱۱۳ ومستدرک حاکم: ۱/ ۲۳۵ وقال صحيح على شرط الشيخين.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو سبحانك اللّٰهم الخ پڑھتے۔

(٤) عن عبدة وهو ابن لبابة أن عمر بن الخطاب كان يجهر بهولاء الكلمات، يقول سبحانك اللّٰهم الخ. (صحیح مسلم: ۱/ ۱۷۲، وهو مرسل لأن عبدة لم يسمع من عمر)

ترجمہ: ابن لبابہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (بغرض تعلیم کبھی کبھی) ان کلمات یعنی سبحانك اللّٰھم الخ کو بلند آواز سے پڑھ دیا کرتے تھے۔

وذكره ابن تيمية الجد في المنتقى عن عمر وأبى بكر الصديق وعثمان وابن مسعود ، ثم قال واختيار هؤلاء يعني الصحابة الذين ذكرهم لهذا الاستفتاح وجهرعمر به أحيانا بمحضرمن الصحابة ليتعلمه الناس مع أن السنة إخفاؤه يدل على أنه الافضل وأنه الذي كان النبى ﷺ يدوم عليه غالباً وأن استفتح بماروا‌ه على وأبوهريرة فحسن لصحة الرواية .(نیل الاوطار: ۲۱۹/۲)

ترجمہ: ابن تیمیہ کے دادا ابوالبرکات عبدالسلام بن عبداللہ المعروف با بن تیمیہ اپنی مشہور کتاب "المنتقیٰ" میں حضرت عمر فاروق، ابو بکر صدیق، عثمان غنی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے ثنا کی روایتوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان اکابر صحابہ کا دعائے استفتاح کے لیے سبحانك اللّٰھم الخ کا اختیار کرنا نیز دعائے استفتاح کو آہستہ پڑھنے کے مسنون ہونے کے باوجود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو سکھانے کی غرض سے کبھی کبھی اسے بلند آواز سے پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ سبحانك اللّٰھم الخ کا پڑھنا ہی افضل ہے اور آنحضرت ﷺ اکثر نمازوں میں اسی پر مداومت فرماتے تھے، پھر بھی اگر کوئی شخص اس کے بجائے وہ دعا پڑھے جو حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے تو بھی خوب ہے، کیوں کہ یہ دعائیں بھی ثابت ہیں۔

مسئلہ (۱۱) اگر امامت کر رہے ہوں یا اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں تو ثنا سے فارغ ہو جانے پر آہستہ آواز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھیں۔

(۱) فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. (النحل ہ:۹۸)

ترجمہ: جب تو قرآن پڑھے تو (پہلے) اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب

کر شیطان مردود سے۔

(۲) عن انس قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع أحدا منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم۔ (صحیح مسلم ۱/ ۱۷۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی میں نے ان حضرات میں سے کسی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

(۳) عن أنس قال صليت خلف النبی ﷺ وخلف ابی بكر وعمر وعثمان فكانوا لايجهرون ببسم الله الرحمن الرحيم۔(نسائی ۱/ ۱۴۴ ومسند احمد: ۳/ ۲۱۴ وطحاوی ۱/ ۱۳۹، باسناد علی شرط الصحیح)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے بھی نماز پڑھی یہ سب حضرات نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔

(٤) عن انس ان رسول الله ﷺ كان يسر ببسم الله الرحمن الرحيم وأبوبكر وعمر.(رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله موثقون. (مجمع الزوائد:۱۰۸)

(٥) عن ابی سعید الخدری أن رسول الله ﷺ كان يقول قبل القراءة اعوذ بالله من الشيطان الرحيم . (مصنف عبدالرزاق ۲/ ۸۲)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے تھے۔

(٦) عن الاسود بن يزيد قال: رأيت عمر بن الخطاب حين افتتح الصلاة كبّر، ثم قال سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك ثم يتعوذ. (رواہ الدار قطنی:ا/٣٠٠ واسنادہ صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ:ا/٢٣٧)

ترجمہ: مشہور تابعی اسود بن یزید نخعی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے پھر سبحان اللّٰهم الخ پڑھتے اس کے بعد اعوذ باللہ کہتے۔

(٧) عن أبي وائل قال: كان علي وابن مسعود لا يجهران ببسم اللّٰه الرحمن الرحيم ولا بالتعويذ ولا بالتأمين. رواه الطبراني في الكبير وفيه أبو سعد البقال وهو ثقة مدلس، (مجمع الزوائد:٢/١٠٨)

ترجمہ: ابو وائل کا بیان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بسم اللہ اعوذ باللہ اور آمین کو بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔

(٨) عن ابي وائل قال كانوا يسرون التعوذ والبسملة في الصلاة (رواه سعيد بن منصور واسناده صحيح)

ترجمہ: ابو وائل کہتے ہیں کہ لوگ (یعنی صحابہ و تابعین) نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ کو آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

تنبیہ: بسم اللہ کو جہر (بلند آواز) سے پڑھنے کے بارے میں جو روایتیں نقل کی جاتی ہیں، وہ زیادہ تر ضعیف وغیر مقبول ہیں پھر بھی بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھنے والوں پر نکیر مناسب نہیں ہے۔

قرأت:

مسئلہ: (١٣) تعوذ و تسمیہ کے بعد فرض کی پہلی دو رکعتوں اور بقیہ

سب نمازوں کی کل رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت یا کم از کم تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت پڑھیں۔

(۱) فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرآن ، پڑھو قرآن میں سے جس قدر میسر ہو۔

(۲) عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: لاصلاة الابقرأة ، الحديث . (صحیح مسلم:ا/۱۷۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بغیر قرأت کے کوئی نماز نہیں۔

(۳) عن أبي سعيد قال: أمرنا أن نقرأ بفاتحة الكتاب وماتيسر . (سنن ابوداؤد:ا/۱۱۸، ومسند احمد وابویعلی وابن حبان) قال ابن سيد الناس اسناده صحيح ورجاله ثقات وقال الحافظ في التلخيص اسناده صحيح وقال في الدراية صححه ابن حبان، آثار السنن:ا/۷۳)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ کہتے ہیں کہ ہمیں (منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حکم دیا گیا ہے کہ ہم سورۃ فاتحہ اور قرآن کا جو حصہ میسر ہو پڑھیں۔

(٤) عن عبادة بن صامت أخبره أن رسول الله ﷺ قال لاصلاة لمن لم يقرأ بأم القرآن فصاعدا . (صحیح مسلم:ا/۱۶۹، سنن ابوداؤد:ا/۱۱۹، ومصنف عبدالرزاق:۲/۹۳، مسند احمد:۵/۳۲۲)

(۴) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ قرآن کا کچھ مزید حصہ نہیں پڑھا۔

(٥) عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه أن النبي ﷺ يقرأ في الركعتين الأوليين من الظهر والعصر بفاتحة الكتاب وسورة

ويُسمعنا الآية أحيانًا ويقرأ في الركعتين الآخرين بفاتحة الكتاب .
(صحیح بخاری ۱/۱۰۷، و صحیح مسلم ۱/۱۸۵، واللفظ له)

مسئلہ (۱۳) فرض کی آخری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بجائے تسبیح پڑھ لیں یا خاموش رہیں تب بھی نماز ہو جائے گی۔

(۱) عن عبيد الله بن أبي رافع قال: كان يعني عليا يقرأ في الأولين من الظهر والعصر بأم القرآن وسورة ولايقرأ في الأخريين .
(مصنف ابن عبدالرزاق ۲/۱۰۰)

ترجمہ: عبیداللہ بن ابی رافع کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں قرات نہیں کرتے تھے۔

(۲) عن أبي اسحاق عن علي وعبد الله أنهما قالا: اقرافي الأولين وسبح في الأخريين. (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۰۸، طبع کراچی)

ترجمہ: ابواسحاق حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرو اور آخری رکعتوں میں تسبیح پڑھو۔

(۳) عن إبراهيم قال: اقرا في الأولين بفاتحة الكتاب و سورة.
ترجمہ: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھو اور آخری رکعتوں میں تسبیح پڑھو۔

(٤) عن علقمة بن قيس أن عبد الله بن مسعود كان لايقرأ خلف الإمام فيما يجهر فيه وفيما يخافت فيه في الأولين ولا في الأخريين، وإذا صلّى وحده قرأ في الأولين بفاتحة الكتاب وسورة ولم يقرأ في الأخريين شيئا. (مؤطا امام محمد ۱۰۰)

ترجمہ: علقمہ بن قیس نخعی کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے جہری وسری کسی نماز میں قرأت نہیں کرتے تھے نہ پہلی دو رکعتوں میں اور نہ پچھلی دو رکعتوں میں اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور کوئی سورت پڑھتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں کچھ بھی نہیں پڑھتے تھے۔

مسئلہ (۱۳) اور اگر امام کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے ہیں تو ثنا پڑھ کر خاموش ہو جائیں خود قرأت نہ کریں بلکہ امام کی قرأت کی جانب خاموشی کے ساتھ دھیان لگائے رکھیں۔

(۲) وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ
(الاعراف، پ ۹)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

فائدہ: امام احمد ابن حنبل امام التفسیر محمد بن حسن النقاش، امام جصاص رازی، حافظ ابن عبد البر، حافظ ابن تیمیہ وغیرہ ائمۂ حدیث و تفسیر و فقہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت نماز میں قرأت کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) عن ابی موسیٰ الأشعری قال: إن رسول اللہ ﷺ خطبنا فبیّن لناسنتناوعلمناصلاتنا فقال: إذاصلیتم فاقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم، فإذا کبّر فکبروا وإذا قرأ فانصتوا وإذا قال، غیر المغضوب علیهم والضالین، فقولوا: آمین ، الحدیث بروایة الجریرعن سلیمان عن قتادة. (صحیح مسلم: ۱/۱۷۴، و مسند امام احمد: ۴/۴۱۵، و ابن ماجہ ۶۱/ و دار قطنی: ۱/۳۳۰)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ

نے ہمیں خطاب فرمایا اور ہمارے واسطے دینی طریقے کو بیان فرمایا اور ہمیں نماز کا طریقہ سکھایا اور آپ نے اس سلسلے میں فرمایا کہ جب نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو درست کرو پھر تم میں سے ایک تمہاری امامت کرائے وہ جب تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور وہ جب قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ "غیر المغضوب علیهم و لا الضالین" کہے تو تم آمین کہو۔

(۳) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إنما جعل الإمام ليـؤتم به، فإذا كبر ، فكبّرو و إذا قرأ فأنصتوا، الحديث(نسائی: ۱/ ۱۰۷، ابن ماجہ ر ۶۱، مسند احمد: ۲/ ۳۷۶، شرح معانی الآثار: ۱/ ۱۲۹، مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱/ ۳۷۷، وصححه امام مسلم و آخرون)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا امام تو اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، لہٰذا جب امام تکبیر کہے تو اس کے بعد تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم لوگ خاموش رہو۔

(٤) عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة.(رواه احمد بن منيع في مسنده وقال الحافظ البوصيري في الاتحاف: ۲/ ۳۳۵، صحیح علی شرط الشیخین)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے امام کی اقتدا کی تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے، یعنی مقتدی کو الگ سے قرأت کی ضرورت نہیں امام کی قرأت اس کے حق میں بھی کافی ہے۔

(٥) عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ انصرف من صلاة جهر فيها بالقرأة فقال: هل قرأ مَعِيَ منكم أحد آنفا، فقال رجل: نعم أنا يارسول الله ! فقال رسول الله ﷺ: اقول مالي انازعني القرآن ،

فانتهیٰ الناس عن القرآة مع رسول الله ، فیما جهر فیه رسول الله ﷺ بالقرآة حین سمعوا ذلک من رسول الله صلی الله علیه وسلم. (مؤطا مالک ۹۰/۱وابوداود والترمذی) وقال هذا حدیث حسن، وقال الحافظ المغلطائی قال الترمذی هذا حدیث حسن فی أکثر النسخ وفی بعضها صحیح، وقال الحافظ أبوعلی طوسی فی کتاب الأحکام من تالیفه هذا حدیث حسن وصححه الحافظ أبوبکر الخطیب فی کتابه المدرج، الاعلام للمغلطائی (قلمی ص ۸۲) وصححه أیضاً أبو حاتم الرازی وابن کثیر فی تفسیر القرآن: ۲۸۷/۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کیا اس وقت تم میں سے کسی نے میرے پیچھے قرأت کی ہے ایک صاحب بولے جی ہاں میں نے یارسول اللہ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبھی تو میں جی میں کہہ رہا تھا میرے ساتھ قرآن میں منازعت کیوں ہو رہی ہے؟ اس کے بعد جہری نمازوں میں صحابہ کرام نے آپ ؐ کے پیچھے قرأت ترک کردی۔

(اس حدیث پاک پر فنی بحث کے لیے مسند احمد مع تعلیق احمد شاکر: ۲۵۸/۱۲-۲۸۵ کا مطالعہ کیجئے)۔

نوٹ: اس مسئلہ کی تفصیلات کے لیے دیکھئے ہماری کتاب "امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا حکم"۔

مسئلہ (۱۵) جب امام سورۂ فاتحہ کی قرأت کرتے وقت "ولا الضالین" پر پہونچے تو امام اور مقتدی سب آہستہ آواز سے "آمین" کہیں۔

(۱) عن أبی هریرة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إذا قال الامام: "غیر المغضوب علیهم ولا الضالین" فقولوا: "آمین" فإنه من وافق قوله قول الملائکة غفرله ماتقدم من ذنبه "۔ (صحیح بخاری:

۱۸۰۱، و صحیح مسلم ۱/۱۷۶ نحوه)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، امام جب "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہے تو تم سب آمین کہو کیوں کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو جائے گا اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(۲) عن أبی ھریرۃ قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعلّمنا یقول: لاتبادروا الإمام. إذا کبّر فکبروا وإذا قال ولا الضالین فقولوا: آمین وإذا رکع فارکعوا وإذا قال سمع اللّٰہ لمن حمدہ فقولوا: اللّٰھم ربنا لك الحمد.«(صحیح مسلم ۱/۱۷۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں (طریقۂ نماز) سکھاتے ہوئے فرماتے تھے امام سے سبقت نہ کرو امام جب تکبیر کہے تو اسکے بعد تکبیر کہو اور امام جب "ولا الضالین" کہے تو تم سب آمین کہو اور وہ جب رکوع میں جائے تو اس کے بعد رکوع میں جاؤ اور وہ جب سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہے تو تم سب اللّٰھم ربنا لك الحمد کہو۔

(۳) عن أبی ھریرۃ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إذا قال الإمام "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" فقولوا: آمین. وإن الملائکۃ تقول، آمین، وإن الامام یقول آمین، فمن وافق تأمینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ.«(مسند احمد ۲/۲۳۳، سنن نسائی ۱/۱۴۷، سنن دارمی ۱/۲۱۴، طبع کراچی۔ صحیح ابن خزیمہ ۱/۲۸۹ و اسنادہ صحیح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام جب "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہے تو تم لوگ آمین کہو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے۔ تو جس

شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے موافق ہو جائے گا اس کے اگلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

ضروری تنبیہ: ان مذکورہ احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے امام بلند آواز سے آمین نہیں کہتا کیوں کہ اگر وہ بلند آواز سے آمین کہتا تو آنحضرت ﷺ مقتدیوں کے آمین کہنے کو امام کے ولا الضالین کہنے پر معلق نہ فرماتے۔

(٤) عن أبي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه قال: إذا أمّن الإمام فأمّنوا، فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفرله ما تقدم من ذنبه (رواه الجماعة).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام جب آمین کہے تو تم لوگ آمین کہو کیوں کہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے موافق ہو جائے گا اسکے اگلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

وضاحت: اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "إذا أمّن الإمام" کو جمہور علماء نے مجاز پر محمول کیا ہے تاکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "إذا قال الإمام والضالين" میں باہم موافقت ہو جائے چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔"قالوا فالجمع بين الروايتين يقتضي حمل قوله 'اذا امن' على المجاز" ٢/٣٣٥)

ترجمہ: علماء کہتے ہیں کہ حدیث "إذا قال الامام ولا الضالين" اور حدیث "إذا أمّن الإمام" میں جمع و تطبیق کا تقاضا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "إذا أمّن الإمام" کو مجاز پر محمول کیا جائے۔" فتدبر ولا تكن مع الغافلين".

(٥) عن وائل بن حجر أنه صلى مع النبي ﷺ، فلما بلغ "غير

المغضوب عليهم ولاالضالين قال: آمين وأخفى بها صوته، الحديث.
(سنن ترمذی ۱/۶۳، مسند احمد ۴/۳۱۶، مسند ابو داؤد الطیالسی ۱۳۸، سنن دار قطنی ۱/۳۳۲، مستدرک حاکم ۱/۲۳۲، وقال هذا حديث صحيح على شرطهما واقرّه الذهبی)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "غير المغضوب عليهم ولاالضالين " پر پہنچے تو آپ ﷺ نے آمین کہا اور اس میں اپنی آواز کو پست کیا۔

(٦) عن أبي وائل قال: كان عمر وعلى لايجهر ان ببسم الله الرحمن الرحيم ولابالتعوذ ولا بالتامين. (شرح معانی الآثار: ۱/۱۴۰، وذکر الحافظ الترکمانی فی الجوہر النقی: ۲/۴۸)

ترجمہ: ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما، بسم اللہ، اعوذ باللہ اور آمین میں آواز بلند نہیں کرتے تھے۔

(٧) عن علقمة والأسود كليهما عن ابن مسعود قال يخفى الإمام ثلاثا التعوذ، وبسم الله الرحمٰن الرحيم، وآمين. (المحلی ابن حزم: ۳/۲۰۶)

ترجمہ: علقمہ اور اسود دونوں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا امام تین چیزوں یعنی اعوذ باللہ، بسم اللہ اور آمین کو آہستہ کہے گا۔

رکوع:

مسئلہ(۱۶) قرأت سے فارغ ہو جائیں تو تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں۔

عن ابی هريرة قال كا ن رسو ل الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة

يكبّر حين يقوم، ثم يكبّر حين يركع بالحديث. (صحیح بخاری ۱/۱۰۹ و صحیح مسلم ۱/۱۶۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو کھڑے ہونے کے وقت تکبیر کہتے اور پھر رکوع میں جانے کے وقت تکبیر کہتے تھے۔

مسئلہ (۱۷) رکوع میں اپنے اوپر کے دھڑ کو اس حد تک جھکائیں کہ گردن اور پیٹھ تقریباً ایک سطح پر آجائیں۔

(۱) عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يستفتح الصلاة بالتكبير والقرأة بالحمد لله رب العالمين وكان إذا ركع لم يشخص رأسه ولم يصوّبه ولكن بين ذلك. (صحیح مسلم ۱/۱۹۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تکبیر سے اور قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے تھے اور جب رکوع میں جاتے تھے تو سر مبارک کو نہ بلند کرتے تھے اور نہ نیچا بلکہ ان دونوں کے درمیان میں رکھتے تھے۔

(۲) عن ابن عباس قال: كان رسول الله ﷺ إذا ركع استوى، فلوصب على ظهره ماء لاستقر. (مجمع الزوائد: ۲/۱۲۳ بحوالہ طبرانی فی الکبیر وابو یعلی وعن ابی برزۃ الأسلمی بحوالہ طبرانی فی الکبیر والأوسط وقال رجالهما موثقون)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو پشت مبارک کو اس طرح ہموار کرتے کہ اگر آپ ﷺ کی پشت مبارک پر پانی گرادیا جاتا تو وہ ٹھہرا رہتا۔

مسئلہ (۱۸) رکوع میں پاؤں سیدھے رکھیں ان میں خم نہ ہونا چاہئے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھیں کہ ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں اور بازو سیدھے تنے ہوئے پہلو سے دور رہیں۔

(۱) عن أنس قال: قال لي يعني النبي صلى الله عليه وسلم: يابنيّ ! إذا ركعت فضع كفيك على ركبتك وفرّج بين أصابعك وارفع يديك عن جنبك. (نصب الرايه ۱؍ ۳۷۲) و صحیح ابن حبان ۱؍ ۳۶۲،۲۷۶، و عن ابن عمر فی حدیث طویل و مصنف عبد الرزاق ۲؍ ۱۵۱)

ترجمہ: خادم رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے بیٹے جب رکوع کرو تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھو اور انگلیوں کے درمیان کشادگی رکھو اور ہاتھوں کو پہلو سے دور رکھو۔

(۲) عن أبي حُميد قال: إن رسو ل الله ﷺ ركع، فوضع يديه على ركبتيه كأنه قابض.عليهما ووتّر يديه فنحّاهما عن جنبيه. (سنن ترمذی ۱؍ ۶۰) وقال هذا حديث حسن صحيح، وهو الذي اختاره أهل العلم الخ.

ترجمہ: حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے رکوع کیا تو ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر اس طرح رکھا کہ گویا انھیں پکڑے ہوئے ہیں اور بازو کو تان کر اپنے پہلوؤں سے دور رکھا۔

مسئلہ (۱۹) رکوع میں کم از کم اتنی دیر رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہا جا سکے۔

(۱) عن ابن مسعود ان النبي ﷺ قال: إذا ركع أحدكم فقال في ركوعه: سبحان ربي العظيم ثلاث مرّات، فقد تم ركوعه وذلك أدناه وإذا سجد فقال في سجوده: سبحا ن ربي الأعلى ثلاث مرات، فقد تم سجوده وذلك أدناه. (سنن ترمذی ۱؍ ۶۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے جب رکوع کیا اور اپنے رکوع میں تین بار "سبحان ربی العظیم" پڑھا تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور تین بار کی تعداد ادنی کمال کا

ادنیٰ درجہ ہے، اور جب سجدہ کیا اور سجدہ میں "سبحان ربی الأعلی" تین بار پڑھا تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا اور یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(۲) عن أبي بكرة أن رسول الله ﷺ كان يسبّح في ركوعه "سبحان ربي العظيم" ثلاثاً وفي سجوده "سبحان ربي الأعلى" ثلاثا.

(رواه البزار والطبرانی واسنادہ حسن آثار السنن: ا / ۱۴۳)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہتے تھے اور اپنے سجدے میں تین بار "سبحان ربی الأعلیٰ" کہتے تھے۔

مسئلہ (۲۰) پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

(۱) عن أبي هريرة أن النبي ﷺ دخل المسجد، فدخل رجل فصلى، ثم جاء فسلّم على النبي ﷺ، فردّ عليه النبي ﷺ فقال: ارجع، فصل فإنّك لم تصلّ، فصلىٰ ثم جاء فسلّم على النبي ﷺ، فقال: ارجع فصلّ فإنك لم تصلّ ثلاثاً ، فقال: والذي بعثك بالحق ما أحسن غيره فعلّمني فقال: إذاقمت إلى الصلوة فكبّر ثم اقرأ ماتيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعا، ثم ارفع حتى تعتدل قائما، ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا الحديث. (صحیح بخاری ا / ۱۰۹، سنن ابو داود: ا / ۱۲۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ مسجد میں تشریف لائے آپ کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر سلام کیا، آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ واپس جا کر پھر سے نماز پڑھو تم نے تو نماز پڑھی ہی نہیں، اس شخص نے پھر سے نماز پڑھی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر سلام کیا آپؐ نے پھر

فرمایا جاکر نماز پڑھو تم نے تو نماز پڑھی ہی نہیں تین بار آپ نے سے واپس لوٹایا تو اس شخص نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے میں اس سے اچھی نماز پڑھنی نہیں جانتا آپ مجھے سکھادیں؟ تو آپؐ نے فرمایا تم جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو پہلے تکبیر کہو پھر تمہیں قرآن کا جو نسا حصہ میسر ہوا سے پڑھو پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو۔ الخ۔

(۲) عن عائشة قالت: وكان رسول الله ﷺ إذا رفع رأسه من الركوع لم يسجد حتى يستوي قائماً. (صحیح مسلم:۱/۱۹۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو خوب سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے سجدہ نہیں کرتے تھے۔

مسئلہ (۲۱) امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے پہلے اگر آپ رکوع میں مل جائیں گے تو آپ رکعت کو پاجائیں گے۔

(۱) عن أبي هريرة ان رسول الله ﷺ قال: من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدركها قبل أن يقيم الإمام صلبه. (صحیح ابن خزیمہ:۳/۴۵ مع صحیح ابن حبان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے امام کے پشت اٹھانے سے پہلے رکوع کو پالیا اس نے رکعت پالی۔

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إذا جئتم إلى الصلاة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعتدوها شيئا ومن أدرك ركعة فقد أدرك الصلاة. (سنن ابوداؤد:۱/۱۲۹،و مستدرک حاکم:۱/۲۱۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدہ کی حالت میں ہوں تو سجدہ میں چلے جاؤ اور اس سجدہ کا اعتبار نہ کرو، اور جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔

(۳) عن ابن عمر قال: إذا أدركت الإمام راكعا، فركعت قبل أن يرفع فقد أدركت وإن رفع قبل أن تركع فقد فاتتك. (مصنف عبدالرزاق ۲۷۹/۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم نے امام کو رکوع کی حالت میں پالیا اور اس کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے تم نے رکوع کر لیا تو تم رکعت کو پاگئے اور اگر تمہارے رکوع میں جانے سے پہلے امام نے سر اٹھالیا تو رکعت فوت ہوگئی۔

(٤) عن ابن عمر قال: إذا جئت والإمام راكع، فوضعت يديك قبل أن يرفع رأسه فقد أدركت. (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۴۳/۱، طبع کراچی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب تو امام کے رکوع کی حالت میں آیا اور اس کے سر اٹھانے سے پہلے تو نے اپنے گھٹنے پر ہاتھ رکھ دیا تو تو نے رکعت کو پالیا۔

مسئلہ (۲۲) رکوع سے کھڑے ہوتے وقت امام "سمع الله لمن حمده" کہے اور مقتدی" ربنا لك الحمد" کہیں۔

(۱) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا قال الإمام: "سمع الله لمن حمده" فقولوا: اللّهم ربنا لك الحمد، فإنه من وافق قوله قول الملائكة غفرله ماتقدم من ذنبه. (صحیح بخاری ۱۰۹/۱، صحیح مسلم ۱۷۶/۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام جب سمع الله لمن حمده کہے تو تم لوگ (یعنی مقتدی) اللّهم ربنا لك الحمد، کہو۔

(۲) عن أنس، مرفوعاً، قال: إنما جعل الإمام ليؤتم به إذا كبّر فكبروا وإذا ركع فاركعوا وإذا رفع فارفعوا وإذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد وإذا سجد فاسجدوا. (صحیح بخاری:۱/۱۱۰ صحیح مسلم:۱/۱۷۷)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول پاک ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا، امام بنایا ہی جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے، امام جب تکبیر کہے تو اس کی پیروی میں تم لوگ تکبیر کہو اور جب وہ رکوع میں جائے تو اس کی پیروی میں تم لوگ رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس کی پیروی میں تم لوگ سر اٹھاؤ اور جب وہ "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم لوگ "ربنا لك الحمد" کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو پھر تم لوگ سجدہ کرو۔

مسئلہ (۲۳) رکوع وسجدے میں امام سے پہلے کبھی بھی سر نہ اٹھائیں۔

(۱) عن أبي هريرة "مرفوعا" أما يخشىٰ أحدكم أولايخشى أحدكم إذا رفع رأسه قبل الإمام أن يجعل الله رأسه رأس حمار، أو يجعل الله صورته صورة حمار. (صحیح بخاری:۱/۹۶ صحیح مسلم:۱/۱۸۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ڈر تا نہیں جب وہ اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو یا اس کی صورت کو گدھے کے سر یا صورت کی طرح بنا دیں گے۔

مسئلہ (۲۴) اکیلے نماز پڑھنے والے رکوع سے اٹھنے کے وقت "سمع الله لمن حمده اور" ربنا لك الحمد" دونوں کہیں۔

(۱) عن عبد الله ابن أبي أوفى قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع ظهره من الركوع، قال: سمع الله لمن حمده اللّهم لك الحمد ملاء السموات وملاء الأرض وملاء ماشئت

من شيء بعده . (صحیح مسلم:۱/۱۹۰)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے پشت مبارک اٹھاتے تو کہتے "سمع الله لمن حمده اللّهم ربنا لك الحمد ملاء السموات ملاء الأرض وملاء ماشئت من شي بعده ".

مسئلہ (۲۵) رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین بہتر نہیں ہے۔

(۱) عن علقمة قال: قال عبد اللّٰه بن مسعود ألا اصلى بكم صلاة رسول الله ﷺ فصلى، فلم يرفع يديه إلامرة واحدة ، قال أبوعيسىٰ حديث ابن مسعود حديث حسن وبه يقول غيرواحد من أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ والتابعين وهو قول سفيان وأهل الكوفة. (سنن ترمذی :۵۹/۱، وسنن ابوداؤد :۱۰۹/۱، ونسائی :۱۶۱/۱، ومصنف ابن ابی شیبہ :۲۶۷/۱وهو حديث صحيح بعضها على شرط الشيخين وبعضها على شرط مسلم)

ترجمہ: مشہور تابعی علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا نہ پڑھوں میں تمہاری تعلیم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز، (اس تنبیہ کے) بعد حضرت عبد اللہ نے نماز پڑھی تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھایا۔

(۲) عن عبد اللّٰه عن النبی ﷺ أنه كان يرفع يديه في أول تكبيرة ثم لايعود. (شرح معانی الآثار:۱/۱۳۲، وسندہ قوی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے۔

(۳) عن سالم عن أبيه قال: رأيت رسول اللّٰه ﷺ إذا افتتح

الصلاة رفع يد يه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم: حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد مايرفع رأسه من الركوع لايرفعهما وقال بعضهم ولايرفع بين السجدتين والمعنى واحد. (صحیح ابو عوانہ ۹۰/۲، ومسند حمیدی ۲۷۷/۲)

ترجمہ: سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا میں نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے مونڈھوں تک اور جب رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر مبارک اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے اور بعض راویوں نے بیان کیا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ سب راویوں کی روایت کا معنی ایک ہی ہے (مگر الفاظ مختلف ہیں)۔

تنبیہ: یہ روایت سند کے لحاظ سے نہایت قوی اور علت وشذوذ سے بری ہے، جن حضرات نے اس پر کلام کیا ہے اصول محدثین کی رو سے وہ درست نہیں ہے، تفصیل کے لیے ہماری کتاب "تحقیق مسئلۂ رفع یدین" دیکھیے۔

(٤) عن ابن مسعود قال: صليت خلف نبي الله ﷺ وأبي بكر وعمر، فلم يرفعوا أيديهم إلاعند افتتاح الصلاة وقال إسحاق وبه ناخذ في الصلاة كلها. (دار قطنی: ۲۹۵/۱، وبیہقی: ۷۹/۲، والجوہر النقی: ۷۹/۲، وقال الحافظ المارديني اسناده جيد)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ اور حضرت ابو بکر صدیق و فاروق اعظم کے ساتھ نماز پڑھی ان سب حضرات نے رفع یدین نہیں کیا مگر پہلی تکبیر کے وقت، محدث اسحاق ابن ابی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہمارا سب نمازوں میں اسی پر عمل ہے۔

(٥) عن عباد بن الزبير (مرسلا) أن رسول الله ﷺ كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه في أول الصلاة، ثم لم يرفعهما في شيء حتى

يفرغ. (نصب الرایۃ: ۱/ ۴۰۴، وقال المحدث الکشمیری فهو مرسل جید)

ترجمہ: عباد بن زبیر (مرسلاً) روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو شروع نماز میں رفع یدین فرماتے اس کے بعد نماز کے کسی حصہ میں رفع یدین نہ فرماتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔

(٦) عن الاسود قال رأيت عمر بن الخطاب يرفع يديه في أول تكبيرة، ثم لايعود وقال عبد الملك: ورأيت الشعبي وإبراهيم وأبا إسحاق لايرفعون أيديهم إلاحين يفتتحون الصلاة. (شرح معانی الآثار: ۱/ ۱۳۳ و مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۶۸، وسنده صحيح على شرط مسلم)

ترجمہ: اسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے، راوی عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے امام شعبی، امام ابراہیم نخعی، اور محدث ابو اسحاق سبیعی کو دیکھا کہ یہ حضرات بھی صرف تکبیر تحریمہ ہی کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

(٧) عن عاصم بن كليب عن أبيه أن عليا كان يرفع يديه في أول تكبيرة من الصلاة ثم لايعود. (شرح معانی الآثار: ۱/ ۱۳۲، ومصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۶۷، وقال الحافظ الزيلعي وهو أثر صحيح، نصب الراية، وقال الحافظ ابن حجر رجاله ثقات، الدراية: ۸۵/)

ترجمہ: کلیب کا بیان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد پھر نہیں کرتے تھے۔

(٨) عن أبي إسحاق قال: كان أصحاب عبد الله وأصحاب علي لايرفعون أيديهم إلا في افتتاح الصلاة، وقال وكيع ثم لايعودون. (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۶۷ و الجوہر النقی: ۲/ ۷۹، وسنده صحيح على شرط الشيخين)

ترجمہ: ابو اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

عنہ کے تلامذہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تلامذہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

نوٹ: اس مسئلہ میں حضرات صحابہ اور ان کے بعد فقہاء اور محدثین کا طریقہ عمل مختلف رہا ہے لیکن خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ اس لیے اس کے راجح ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

سجدہ:

مسئلہ (۳۶) قومہ کے بعد تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں، سجدہ میں جاتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

(الف) سب سے پہلے گھٹنوں کو خم دے کر انھیں زمین کی طرف لے جائیں۔

(ب) جب گھٹنے زمین پر ٹک جائیں تو اس کے بعد سینے کو جھکائیں۔

(ج) گھٹنوں کو زمین پر رکھنے کے بعد ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی زمین پر رکھیں۔

(۱) عن وائل بن حجر قال رأيت رسول الله ﷺ إذا سجد يضع ركبتيه قبل يديه وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه۔ (سنن ترمذی: ۶۱/۱، وسنن ابوداؤد: ۱۲۲/۱، وسنن ابن ماجہ: ۶۲/۱، وسنن دارمی: ۳۴۷/۱، ومستدرک حاکم: ۱۶۵/۱، قال الترمذي هذا حديث غريب حسن لانعرف أحدا رواه غير شريك قال وروى همام عن عاصم هذا مرسلا ولم يذكر فيه وائل، وقال العلامة النيموي في آثار السنن والحديث لاينحط عن درجة الحسن لكثرة طرقه: ۱۱۷/۱)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے زمین پر ہاتھوں کے رکھنے سے پہلے رکھتے تھے۔

(۲) عن علقمة والأسود قالا: حفظنا عن عمر في صلاته أنه خرّ بعد ركوعه على ركبتيه كما يخرّ البعير ووضع ركبتيه قبل يديه. (شرح معانی الآثار: ۱/۱۵۱)

ترجمہ: علقمہ اور اسود دونوں حضرات بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز سے یاد ہے کہ وہ رکوع کے بعد سجدہ کے لیے جھکے جس طرح اونٹ بیٹھنے کے وقت جھکتے ہیں اور اپنے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھا۔

(۳) عن عبد الله بن يسار إذا سجد وضع ركبتيه، ثم يديه ثم وجهه، فإذا أراد أن يقوم رفع وجهه ثم يديه ثم ركبتيه قال عبد الرزاق وما احسنه من حديث وأعجب به. (مصنف عبدالرزاق: ۲/۱۷۷، وقد سقط من الاسناد "عن ابیہ" ومصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۹۵)

ترجمہ: عبداللہ بن مسلم بن یسار اپنے والد کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ جب سجدہ کرتے تو پہلے گھٹنوں کو رکھتے پھر ہاتھوں کو پھر چہرے کو اور جب سجدہ سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے چہرے کو اٹھاتے پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو۔

مسئلہ (۲۷) سجدہ میں دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں پیر کی انگلیاں اور پیشانی مع ناک زمین پر ٹیک دیں۔

(۱) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أمرت أن اسجد على سبعة أعظم على الجبهة وأشار بيده على أنفه، واليدين، والركبتين وأطراف القدمين، ولا نكفت الثياب والشعر۔ (صحیح بخاری ۱/۱۱۲، و صحیح مسلم ۱/۱۹۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں: پیشانی مع ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں پیر کی انگلیوں پر، اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

مسئلہ(۲۸) سجدہ میں پیشانی دونوں ہاتھ کے درمیان رکھیں۔

(۱) عن وائل بن حجر "مرفوعا" فلما سجد سجد بين كفيه. (مسلم ا ر ۱۷۳)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر روایت کرتے ہیں کہ پھر جب آنحضرت ﷺ نے سجدہ کیا تو سجدہ کیا دونوں ہتھیلیوں کے درمیان (یعنی پیشانی کو دونوں ہتھیلیوں کے بیچ میں رکھا)۔

(۲) وعنه قال رمقت النبي ﷺ فلما سجد وضع يديه حذاء أذنيه. (سنن نسائی ۱۶۲/۱، شرح معانی الآثار ۱۸۱/۱، مصنف عبدالرزاق ۱۷۵/۲ واسنادہ صحیح)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ ہی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے سجدہ کیا تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھا۔

سجدے میں جب ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھا جائے گا تو لا محالہ پیشانی ہاتھوں کے بیچ میں ہوگی۔

مسئلہ(۲۹) بحالت سجدہ ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر قبلہ رخ رکھیں اور پیر کی انگلیوں کو بھی قبلہ کی جانب موڑے رکھیں۔

(۱) عن أبي حميد الساعدي قال: رأيت رسو ل الله صلى الله عليه وسلم إذا سجد وضع يديه غير مفترش ولاقابضهما واستقبل باطراف رجليه القبلة. (صحیح بخاری ۱۱۴/۱)

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ کو

دیکھا کہ آپ نے جب سجدہ کیا تو ہاتھ کی انگلیوں کو پھیلائے اور بند کئے بغیر زمین پر رکھا(یعنی مٹھی کھلی ہوئی رکھا) اور انگلیوں کے درمیان کشادگی کے بجائے انہیں آپس میں ملا کر زمین پر رکھا) اور پیر کی انگلیوں کو بھی قبلہ رخ رکھا۔

(۲) عن ابی حمید الساعدی قال: کان النبی ﷺ إذا هوى إلى الأرض ساجدا جافى عضديه عن ابطيه وفتخ أصابع رجليه۔(سنن نسائی:۱/ ۱۶۶، سنن ابوداؤد:۱/ ۱۳۸)۔

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدی سے منقول ہے کہ نبی پاک ﷺ جب زمین پر گرتے سجدہ کے لیے تو اپنے بازو کو بغل سے دور رکھتے اور پیر کی انگلیوں کو موڑ دیتے (تاکہ قبلہ رخ ہو جائیں)۔

مسئلہ (۳۰) کہنیوں کو زمین پر نہ بچھائیں بلکہ زمین سے اٹھی رکھیں۔

(۱) عن انس قال: قال رسول الله ﷺ: اعتدلوا في السجود ولا يبسط أحدكم ذراعيه انبساط الكلب۔(صحیح بخاری:۱/ ۱۱۳، صحیح مسلم:۱/ ۱۹۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا سجدہ میں درست رہو اور تمہارا کوئی اپنے بازؤں کو زمین پر نہ بچھائے جس طرح سے کہ کتا زمین پر بازوں کو بچھاتا ہے۔

(۲) عن براء بن عازب قال قال رسول الله ﷺ إذا سجدت فضع كفيك وارفع مرفقيك . (صحیح مسلم:۱/ ۱۹۳)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور کہنیوں کو زمین سے اٹھی رکھو۔

مسئلہ (۳۱) سجدہ میں دونوں بازو کو پہلوؤں سے دور رکھیں (البتہ اس

قدر نہ پھیلائیں جس سے برابر کے نمازیوں کو تکلیف ہو) نیز پیٹ اور رانوں کے درمیان فاصلہ رکھیں۔

(۱) عن عمرو بن الحارث أن رسول الله ﷺ كان إذا سجد فرّج يديه عن ابطيه حتى أني لأرىٰ بياض ابطيه. (صحیح مسلم: ۱/ ۱۹۳)

ترجمہ: حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے بازو کو بغل سے اس قدر ہٹا کر رکھتے کہ میں آپ کی بغل مبارک کی سفیدی دیکھ لیتا۔

(۲) عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ لاتبسط ذراعيك وادعم على راحتيك وتجاف عن ضبعيك، فإنك إذا فعلت ذلك سجد كل عضو معك منك. (مستدرک حاکم: ۱/ ۲۲۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سجدہ میں) اپنے بازؤں کو زمین پر نہ بچھاؤ اور ہتھیلیوں کو زمین پر جماؤ اور بازؤں کو دونوں پہلوسے دور رکھو، جب تم اس طرح سجدہ کرو گے تو تمہارے ساتھ تمہارے سب اعضاء سجدہ کریں گے۔

مسئلہ (۳۲) سجدہ کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گذاریں کہ تین مرتبہ "سبحان ربي الأعلیٰ" اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں، پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھالینا مناسب نہیں ہے۔

(۱) عن ابن مسعود أن النبي ﷺ قال: إذاسجد أحدكم فقال في سجوده: "سبحان ربي الأعلیٰ" ثلاث مرّات فقد تمّ سجوده وذلك أدناه. (سنن ترمذی ۱/ ۶۵، سنن ابوداؤد ۱/ ۱۲۹، سنن ابن ماجہ ر ۶۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تمہارا کوئی جب سجدہ کرتا ہے اور سجدہ میں تین بار" سبحان ربی

الاعلیٰ" کہہ لیتا ہے تو اس کا سجدہ پورا ہو جاتا ہے۔ اور یہ تعداد کمال کی ادنیٰ ہے)

(۲) عن أبي هريرة قال: نهاني رسول الله ﷺ عن ثلاث عن نقرة كنقرة الديك ، وإقعاء كإقعاء الكلب والتفات كالتفات الثعلب

(مسند احمد ۲ر۳۱۱ وسندہ حسن)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں سے منع فرمایا: (۱) سجدہ میں مرغ کی طرح چونچ مارنے سے (یعنی جس طرح مرغ زمین پر چونچ مارتا ہے اور فوراً اٹھالیتا ہے اس طرح سجدہ نہ کرو۔ (۲) اور کتے کی بیٹھک بیٹھنے سے (کہ سرین کو زمین پر ٹیک کر دونوں پیروں کو کھڑا کر دیں اور ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائیں)۔ (۳) لومڑی کی طرح ادھر ادھر دیکھنے سے۔

مسئلہ (۳۳) سجدہ سے فارغ ہو جائیں تو تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھائیں اور بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا رکھیں کہ اس کی انگلیاں قبلہ رخ ہو جائیں۔

(۱) عن عائشة (مرفوعاً) وكان إذا رفع رأسه من الركوع لم يسجد حتى يستوي قائماً وكان إذا رفع رأسه من السجدة لم يسجد حتى يستوي جالساً وكان يقول في كل ركعتين التحية وكان يفترش رجله اليسرىٰ وينصب رجله اليمنىٰ . (صحیح مسلم ۱ر۱۹۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ میں نہ جاتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے، اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہانتک کہ سیدھے بیٹھ جاتے اور فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت میں التحیات ہے اور بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پیر کھڑا رکھتے۔

(۲) عن أبی حُمید الساعدي (مرفوعاً) ثم يهوی إلی الأرض، فيجافي يديه عن جنبه ثم يرفع رأسه ويثنی رجله اليسری ويقعد عليها ويفتخ أصابع رجليه إذا سجد ثم يسجد ثم يقول اللّٰه اكبر – الحديث.

(سنن ترمذی: ۱/۶۷ و سنن ابوداؤد/۱۰۶، واسنادہ صحیح)

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی نماز کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں پھر آپ ﷺ سجدہ کے لیے زمین کی طرف جھکے اور سجدہ میں ہاتھوں کو پہلو سے دور رکھا پھر سجدہ سے سر کو اٹھایا اور اپنے بائیں پیر کو بچھایا اور اس پر بیٹھے اور سجدہ کی حالت میں پیر کی انگلیوں کو (بجانب قبلہ) موڑے رکھا پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کیا۔

مسئلہ (۳۴) جلسہ میں کم از کم اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں "رب اغفر لی" کہہ سکیں۔

(۱) عن حذيفة (مرفوعاً) وكان يقول بين السجدتين "رب اغفرلی ، رب اغفرلی". (سنن نسائی: ۱/۱۷۲، و سنن دارمی: ۱/۳۴۹، طبع کراچی ورواہ ابو داؤد ضمن حديث طويل في كتاب الصلوٰة باب مايقول الرجل في ركوعه وسجوده: ۱/۱۲۷)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدے کے درمیان یعنی جلسہ میں رب اغفر لی، رب اغفر لی کہتے تھے۔

(۲) عن ابن عباس كان رسول اللّٰه ﷺ يقول بين السجدتين "اللّٰهم اغفر لي وارحمني واجبرني واهدني وارزقني". (سنن ترمذی: ۱/۶۸، و سنن ابو داؤد: ۱/۱۲۳، مع اختلاف یسیر و مسند احمد: ۱/۳۷۱، وفيه ضعف كما قال العلامة النيموي في آثار السنن ۱/۱۱۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلسہ میں "اللّٰهم اغفرلي وارحمني واجبرني واهدني وارزقني" کہتے تھے۔

تنبیہ: چونکہ فرائض میں تخفیف کا حکم ہے اس لیے اس دعا کو سنن ونوافل میں پڑھا جائے چنانچہ سنن ماجہ میں اس دعا کو نماز تہجد میں پڑھنے کی صراحت موجود ہے۔

مسئلہ (۳۵) جلسہ کے بعد تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جائیں اور اس سجدہ کو بھی پہلے سجدہ کی طرح ادا کریں۔

(۱) عن رفاعة بن رافع (فی حدیث مسیء صلاته مرفوعا) ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع رأسك حتی تطمئن قاعدا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا، الحدیث. (سنن نسائی ۱/۲۰۱، صحیح بخاری ۹۸۶/۲، عن ابی ہریرۃ)

ترجمہ: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھو اور بعد ازاں دوسرا سجدہ اطمینان کے ساتھ کرو۔

جلسۂ استراحت

مسئلہ (۳۶) دوسرا سجدہ کر چکیں تو تکبیر کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لیے سیدھے پنجوں کے بل کھڑے ہو جائیں، جلسۂ استراحت (یعنی دوسرے سجدہ کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے) کی ضرورت نہیں۔

(۱) عن أبي هريرة (فی حدیث مسیء صلاته مرفوعا) ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تستوي وتطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تستوی قائما. الحدیث. (صحیح بخاری ۹۸۶/۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ پھر دوسرا سجدہ اطمینان کے ساتھ کرو پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

(۲) عن عباس او عياش بن سهل الساعدي أنه كان في مجلس فيه أبوه وكان من أصحاب النبى ﷺ وفي المجلس أبوهريرة وأبوحميد الساعدي وأبو اسيد ، (فذكر الحديث " وفيه ثم كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فقام ولم يتورك :(سنن ابوداؤد ۱/۱۰۷ واسنادہ صحیح)

ترجمہ: عباس یا عیاش بن سہل ساعدی سے روایت ہے کہ وہ ایک مجلس میں تھے جس میں ان کے والد "جو صحابی ہیں" بھی تھے نیز مجلس میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو حمید ساعدی اور حضرت ابو اسید رضوان اللہ علیہم بھی تھے تو عباس یا عیاش کے والد سہل ساعدی نے حدیث بیان کی جس میں یہ ہے کہ پھر آنحضرت ﷺ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے اور تورک نہیں کیا یعنی کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھے نہیں۔

(۳) عن أبى هريرة قال: كان النبى ﷺ ينهض في الصلاة على صدور قدميه ، قال أبوعيسى: حديث أبى هريرة عليه العمل عند أهل العلم يختارون أن ينهض الرجل على صدور قدميه .(سنن ترمذی ۱/۶۴-۶۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نماز میں پنجوں کے بل کھڑے ہو جاتے تھے (یعنی سجدہ سے اٹھ کر بغیر بیٹھے سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے) امام ترمذی کہتے ہیں اہل علم کا حضرت ابو ہریرۃ کی حدیث پر عمل ہے وہ اسی کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی (نماز میں دوسری و تیسری رکعت کے لیے بغیر بیٹھے) پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے۔

(٤) عن الشعبي أن عمروعليا وأصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا ينهضون في الصلاة على صدور أقدامهم.(مصنف ابن

ابن ابی شیبہ: ۱/۳۳۱، طبع کراچی)

ترجمہ: امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ، اور حضرت علی مرتضیٰؓ اور بہت سارے صحابہ نماز میں پنجوں کے بل کھڑے ہو جاتے تھے۔

(۵) عن نعمان بن ابی عیاش قال: أدركت غير واحد من أصحاب النبي ﷺ فكان إذا رفع رأسه من السجدة في أول ركعة والثالثة قام كما هو ولم يجلس. (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۳۱، واسنادہ حسن)

ترجمہ: نعمان بن ابی عیاش کہتے ہیں میں نے ایک سے زائد نبی پاک ﷺ کے صحابی کو پایا کہ وہ جب پہلی اور تیسری رکعت کے سجدے سے سر اٹھاتے تو اسی حالت میں کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے۔

مسئلہ (۳۷) کسی عذر کی بنا پر دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر بیٹھ جائیں اور پھر اٹھیں تو خلاف سنت نہیں ہوگا۔

عن أبي قلابة قال: أخبرني مالك بن الحويرث الليثي أنه رأى النبي ﷺ يصلي، فإذا كان في وتر من صلاته لم ينهض حتى يستوي قاعدا. (صحیح بخاری: ۱/۱۱۳، سنن ترمذی: ۱/۶۳)

ترجمہ: مالک بن الحویرث لیثی کا بیان ہے کہ انھوں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے آپؐ جب پہلی اور تیسری رکعت میں ہوتے تو سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے نہیں ہوتے تھے یہاں تک (سیدھے بیٹھ جائیں)

مسئلہ (۳۸) سجدہ سے اٹھتے وقت زمین سے پہلے سر اٹھائیں پھر ہاتھ پھر گھٹنے اور بغیر کسی عذر کے ہاتھوں کو زمین پر نہ ٹیکیں۔

(۱) عن وائل بن حجر قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم إذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه.
(سنن ابوداؤد: ۱/۱۲۲، سنن ترمذی: ۱/۶۱ وحسنہ)۔

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ جب سجدے میں جاتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو رکھتے تھے اور جب سجدے سے اٹھتے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو زمین سے اٹھاتے تھے۔

(۲) عن ابن عمر قال نهى رسول الله ﷺ أن يعتمد الرجل على يديه إذا نهض في الصلاة. (سنن ابوداود ۱/۱۴۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ نماز میں اٹھتے وقت آدمی ہاتھوں کو زمین پر ٹیک دے۔

(۳) عن أبي جحيفة عن علي رضی اللّٰه عنه قال: إن من السنة في الصلاة المكتوبة إذانهض الرجل في الركعتين الأوليين أن لايعتمد بيديه على الأرض إلا أن يكون شيخا كبيرا لايستطيع. (مصنف ابن ابی شیبۃ ۱/۳۹۴)

ترجمہ: ابوجحیفہ روای ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرض نماز کی سنت میں سے ہے کہ آدمی جب پہلی رکعتوں سے اٹھے تو زمین پر ٹیک نہ لگائے مگر جب کہ نہایت بوڑھا ہو کہ بغیر ٹیک لگائے اٹھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

دوسری رکعت

مسئلہ(۳۹) دوسری رکعت میں ثنا اور اعوذ باللہ نہ پڑھیں بلکہ آہستہ سے بسم اللہ پڑھکر قرأت شروع کردیں اور باقی احکام میں دوسری رکعت پہلی رکعت ہی کی طرح ہے۔

(۱) عن أبي هريرة قال: كان رسو ل الله صلى الله عليه وسلم إذا نهض في الركعة الثانية استفتح القرأة بالحمد لله رب العالمين

ولم یسکت. (صحیح مسلم ۱/ ۲۱۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت میں اٹھتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قرأت شروع فرمادیتے ثناء وغیرہ کے لیے خاموش نہ ہوتے تھے۔

قعدۂ اولیٰ

مسئلہ (۳۰) دوسری رکعت کے سجدے سے فارغ ہوکر بیٹھ جائیں اور التحیات پڑھیں۔

(۱) عن عائشة "مرفوعا" وكان يقول في كل ركعتين التحية، الحديث. (صحیح مسلم ۱/ ۱۹۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اور رسول خدا ﷺ ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے۔

(۲) عن عبد الله بن مسعود قال علّمني رسول الله صلى الله عليه وسلم التشهد في وسط الصلاة وآخرها. (مسند احمد ۱/ ۴۵۹، مجمع الزوائد ۱/ ۱۳۲ وقال رجاله موثقون: ۲/ ۱۳۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا نماز کے درمیان میں اور آخر میں التحیات پڑھنا۔

(۳) وعنه قال: قال لنا رسول الله ﷺ: قولوا في كل جلسة التحيات، الحديث. (سنن نسائی: ۱/ ۱۷۴)

ترجمہ: اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر قعدہ میں التحیات پڑھو۔

(٤) وعنه "مرفوعا" فقال: إذا قعد تم في كل ركعتين فقولوا

التحیات — الحدیث. (سنن نسائی ۱/ ۱۷۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر دو رکعت میں التحیات پڑھو۔

مسئلہ (۳۱) قعدہ کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں پیر اس طرح کھڑا کرلیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں اور بحالت عذر جس طرح قدرت ہو اس طرح بیٹھیں دونوں قعدہ میں بیٹھنے کا یہی طریقہ ہے۔

(۱) عن عائشة "مرفوعا" وكان يفترش رجله اليسرىٰ وينصب رجله اليمنىٰ وكان ينهىٰ عن عقبة الشيطان وينهىٰ ان يفترش الرجل ذراعيه افتراش السبع. (صحیح مسلم ۱/ ۱۹۴، ۱۹۵)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اور رسول اللہ ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے تھے اور داہنے پیر کو کھڑا رکھتے تھے اور شیطان کی بیٹھک بیٹھنے سے منع فرماتے تھے اور اس بات سے بھی منع فرماتے تھے کہ آدمی اپنے بازوں کو زمین پر بچھادے جس طرح کہ درندے جانور بچھاتے ہیں، (حدیث پاک کا عموم دونوں قعدہ کو شامل ہے)۔

وضاحت: سرین کو زمین پر رکھ کر دونوں گھٹنے کھڑے کردیں اور دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک دیں اس طرح بیٹھنے کو "عقبة الشیطان" اور "اقعاء" کہا جاتا ہے جس سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے۔

(۲) عن وائل بن حجر قال: قدمت المدينة، فقلت: لانظرن إلى صلاة رسول الله ﷺ، فلما جلس يعني للتشهد افترش رجله اليسرىٰ ووضع يده اليسرىٰ يعني على فخذه اليسرىٰ ونصب رجله اليمنىٰ قال أبو عيسىٰ هذاحديث حسن صحيح والعمل عليه

عند أكثر أهل العلم .(سنن ترمذی: ۱/ ٦٥)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا تو جب آپ التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا دیا اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر دیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک اسی حدیث پر عمل ہے۔

مسئلہ (۴۲) قعدہ میں ہتھیلیوں کو گھٹنے کے متصل ران پر رکھے رہیں اور تشہد پڑھیں۔

(۱) عن عبد الله بن عمر "مرفوعا" كان إذا جلس في الصلاة وضع كفه اليسرىٰ على فخذه اليسرىٰ ووضع كفه اليمنىٰ على فخذه اليمنىٰ، الحديث. (صحیح مسلم ۱/ ۲۱۶، موطا مالک ۱/ ۷، مصنف عبد الرزاق ۲/ ۱۹۵)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر اور دائیں ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھتے۔

(۲) عن عبد الرحمن بن قاسم عن عبد الله بن عبد الله أنه أخبره أنه يرى عبدالله بن عمر يتربّع في الصلاة إذا جلس ففعلته وأنا يومئذ حديث السن، فنهاني عبد الله بن عمر وقال إنما سنة الصلاة أن تنصب رجلك اليمنىٰ وتُثنَيَ اليسرىٰ، فقلت إنّك تفعل ذلك، فقال: إن رجلاي لاتحملاني. (صحیح بخاری ۱/ ۱۱۴، موطا امام مالک ۱/ ۳)

ترجمہ: عبد الرحمن بن قاسم کہتے ہیں مجھے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے بتایا کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نماز میں التی پلتی مار کر بیٹھتے دیکھا تو وہ بھی اسی طرح التی پلتی بیٹھے، عبد اللہ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ

اس وقت کم سن تھے، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے منع فرمایا اور کہا کہ نماز کی سنت یہی ہے کہ تم اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھو اور بائیں پیر کو بچھا دو، میں نے عرض کیا کہ آپ تو التی پلتی بیٹھتے ہیں تو فرمایا کہ میرے پاؤں (کمزور ہو گئے ہیں) مجھے اٹھا نہیں پاتے۔

وضاحت:

بعض یہودیوں نے ایک موقع پر انھیں اوپر سے نیچے گرا دیا تھا جس کے صدمے سے ان کے پیر کمزور ہو گئے تھے اور سنت کے مطابق بیٹھ نہیں پاتے تھے۔

مسئلہ (۳۳) احادیث میں التحیات مختلف الفاظ میں منقول ہے جن میں سب سے زیادہ مشہور اور بہتر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

(۱) عن عبد الله بن مسعود قال: علمني رسول الله ﷺ التشهد كفي بين كفيه كما يعلمني السورة من القرآن، فقال: إذا قعد أحدكم في الصلاة فيقل:

"التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، اشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله (صحیح بخاری ۹۲۶/۲، صحیح مسلم ۱۷۳/۱، وسنن ترمذی ۶۵/۱، وقال الترمذی حديث ابن مسعود قد روی عنه من غير وجه وهو أصح حديث عن النبي ﷺ في التشهد والعمل عليه عند اكثر اهل العلم من أصحاب النبي ﷺ ومن بعدهم من التابعين)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس اہتمام سے التحیات سکھایا جس اہتمام سے قرآن سکھاتے

تھے اور مزید اہتمام کی غرض سے مصافحہ کی طرح میرے ہاتھ کو اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان پکڑے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب نماز میں بیٹھے تو پڑھے:

" التحيات لله والصلوٰت والطيبات السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبر کاته السلام علينا وعلى عبادالله الصالحين اشهد أن لا إله إلا الله واشهد ان محمد اعبده ورسوله ۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ حدیث متعدد سندوں سے مروی ہے اور تشہد کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول یہ سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے اور اسی تشہد کو علماء میں سے اکثر صحابہ کرام اور تابعین عظام پڑھتے ہیں۔

مسئلہ (۳۳) التحیات پڑھتے وقت جب اشهد ان لا پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کریں جس کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں اور چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کرلیں، اور شہادت (یعنی کلمہ) کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ قبلہ کی جانب جھکی ہوئی ہو بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھائیں۔

(۱) عن عبد الله بن الزبير قال: كان رسول الله ﷺ إذا قعد يدعو وضع يده اليمنىٰ على فخذه اليمنىٰ ويده اليسرىٰ على فخذه اليسرىٰ وأشار باصبعه السبابة ووضع إبهامه على اصبعه الوسطىٰ ويلقم كفه اليسرىٰ ركبته. (صحیح مسلم،۱/۲۱۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ جب قعدہ میں تشہد پڑھتے تو اپنے داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے تھے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور

انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھتے اور تہمہ بناتے گھٹنے کو بائیں ہتھیلی کا (یعنی بائیں ہتھیلی کو گھٹنے سے اس قدر قریب رکھتے کہ گھٹنا ہتھیلیوں کے اندر آجاتا)۔

(۲) عن عبد الله بن الزبير أنه ذكر أن النبي ﷺ كان يشير بإصبعه إذا دعا ولا يحركها. (سنن ابو داود ۱/۱۴۲ ح ۹۸۹، قال النووی باسناد صحیح)

ترجمہ: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ جب اللہ کو توحید کے ساتھ پکارتے تو اپنی انگلی مبارک سے اشارہ کرتے اور انگلی کو اٹھاتے وقت ہلاتے نہیں تھے۔

(۳) عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ كان إذا قعد في التشهد وضع يده اليسرى على ركبته اليسرى ووضع يده اليمنى على ركبته اليمنى وعقد ثلاثا وخمسين وأشار بالسبابة. (صحیح مسلم ۱/۲۱۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھتے تو بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے اور ترپن کا عقد کر کے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

نوٹ: چھنگلی اور اس کے متصل انگلی نیز بیچ کی انگلی بند کر کے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنانے کو عقد ثلاث وخمسین کہا جاتا ہے۔

(۴) عن وائل بن حجر قال رأيت النبي ﷺ قد حلق الإبهام والوسطى ورفع التي تليها يدعو بها في التشهد. (رواہ احمد ۴/۳۱۸ ابن ماجہ والترمذی واسنادہ صحیح آثار السنن ۱/۱۲۴)

ترجمہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنائے ہیں اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کر رہے ہیں، تشہد پڑھنے کی حالت میں۔

(٤) عن مالك بن نمير الخزاعي من أهل البصرة أن أباه حدثه.

انه رأى النبی ﷺ قاعدا فی الصلاۃ ذراعه الیمنیٰ علی فخذه الیمنی رافعا اصبعه السبابة قد احناها شیئا وهو یدعو. (سنن نسائی ۱/ ۱۸۷)

ترجمہ: مالک بن نمیر خزاعی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بحالت قعود دیکھا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھے ہوئے ہیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں کہ تھوڑی سی جھکی ہوئی تھی، آپ ﷺ تشہد میں اشارہ کر رہے تھے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشارہ کرتے وقت انگلی کو سیدھے آسمان کی جانب نہ اٹھایا جائے)۔

مسئلہ (۴۵) صرف ایک انگلی سے اشارہ کریں۔

(۱) عن سعد قال مر رسول اللہ ﷺ وانا ادعو باصبعیّ فقال احّد احّد واشار بالسبابة. (سنن نسائی: ۱/ ۱۸۷)

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گذرے اور میں تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو آپؐ نے فرمایا ایک انگلی سے، ایک انگلی سے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

مسئلہ (۴۶) ثناء، اعوذ باللہ، بسم اللہ کی طرح التحیات بھی آہستہ پڑھیں۔

(۱) عن ابن مسعود قال من السنة ان یخفیٰ التشهد. (سنن ابوداؤد: ۱/ ۱۴۲، سنن ترمذی ۱/ ۶۵، وحسنہ ومستدرک حاکم: ۱/ ۲۶۷، وصححہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ التحیات کا آہستہ پڑھنا سنت میں سے ہے۔

مسئلہ (۴۷) فرض، واجب اور سنت مؤکدہ نمازوں کے پہلے قعدہ میں التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے اٹھ جائیں التحیات پر کچھ اضافہ نہ کریں۔

(۱) عن عبد الله بن مسعود قال علّمني رسول الله ﷺ التشهد في وسط الصلاة وفي آخرها ، قال فكان يقول: إذا جلس في وسط الصلاة وفي آخرها على وركه اليسرى" التحيات لله والصلوت والطيبات السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد أن لا إله إلا الله واشهد أن محمدا عبده ورسوله" قال ثم ان كان في وسط الصلاة نهض حين يفرغ من تشهده وإن كان في آخرها دعا بعد تشهده بماشاء الله أن يدعو ثم يسلم .(مسند احمد:۱/۴۵۹، وصحیح ابن خزیمہ:۱/۳۵۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد پڑھنا سکھایا درمیان نماز میں اور آخر نماز میں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب درمیان نماز اور آخر نماز میں اپنے کولھے پر بیٹھتے تو التحيات لله والصلوات والطيبات الخ پڑھتے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر آپ درمیان نماز میں ہوتے تو التحیات سے فارغ ہوتے ہی کھڑے ہو جاتے اور اگر آخر نماز میں ہوتے تو التحیات کے بعد دعا پڑھتے جو دعا بھی اللہ چاہتا کہ آپ پڑھیں اس کے بعد سلام پھیرتے ۔

(۲)عن عائشة أن رسول الله ﷺ كان لايزيد في الركعتين على التشهد .(مسند ابو یعلی:۷/۳۳۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت میں التحیات پر زیادتی نہیں فرماتے تھے۔

(۳) عن أبي عبيدة عن عبد الله بن مسعود قال: كان النبي

ﷺ في الركعتين كأنه على الرضف،قلت: يقوم، قال: ذلك يريد.

(سنن نسائی: ۱/ ۱۳۲، وسنن ترمذی / قال أبو عيسى هذا حديث حسن إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه والعمل هذا عند أهل العلم يختارون أن لايطيل الرجل القعود في الركعتين الأولين ولايزيد على التشهد شيئا في الركعتين الأولين وقالوا: إن زاد على التشهد فعليه سجدتا السهو هكذا روى عن الشعبي وغيره : ۱/ ۸۵)

ترجمہ: ابو عبیدہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت (یعنی قعدۂ اولی) میں اس قدر جلدی کرتے گویا جلتے توے پر بیٹھتے تھے۔ راوی ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے کے لیے یہ جلدی فرماتے تھے تو ابن مسعود نے فرمایا ہاں یہی ارادہ فرماتے تھے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے البتہ (مرسل ہے کیوں کہ) ابو عبیدہ نے اپنے والد سے نہیں سنا ہے (لیکن مؤید بالعمل ہے) اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے یہ حضرات اسی کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی دوسری رکعت میں قعود کو دراز نہ کرے اور اس میں التحیات کے علاوہ کچھ نہ پڑھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر پہلے قعدہ میں تشہد کے ساتھ کچھ اور پڑھے گا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا، یہی مسلک امام شعبی وغیرہ سے مروی ہے۔

(۴) عن تميم بن سلمة قال كان أبوبكر إذا جلس في الركعتين كان على الرضف يعني حتى يقوم. (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۳۲۹)

ترجمہ: تمیم بن سلمہ نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسری رکعت میں بیٹھتے تو ایسا لگتا گویا جلتے توے پر بیٹھے ہیں یعنی قعدۂ اولی سے تیسری رکعت کے لیے جلدی سے کھڑے ہو جاتے تھے۔

مسئلہ (۳۸) تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھیں،

ان دونوں رکعتوں میں قرأت کے احکام اور ان کے دلائل مسائل قرأت میں گذر چکے ہیں انھیں دیکھ لیا جائے۔

قعدۂ اخیرہ:

مسئلہ (۳۹) نماز کے آخر میں قعدۂ اولیٰ کی طرح پھر بیٹھیں اور التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھیں۔

(۱) عن عبد الرحمن بن أبي ليلىٰ قال لقيني كعب بن عجرة فقال ألا أهدي لك هدية سمعتها من النبي ﷺ فقلت بلى فاهدها لي، فقال سألنا رسول الله ﷺ فقلنا يا رسول الله كيف الصلوة عليكم أهل البيت فإن الله قد علّمنا كيف نسلّم عليك فقال قولوا.

اللّهم صلّ على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد ،اللّهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنّك حميد مجيد . (صحیح بخاری ۱/۴۷۷ح ۳۳۷۰ صحیح مسلم ۱/۱۷۵)

ترجمہ: مشہور تابعی امام عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا کیا تمھیں ایک تحفہ نہ دوں جسے میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور وہ تحفہ مجھے عطا فرمائیے تو انھوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود کس طرح بھیجا جائے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھادیا ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے بھیجا کریں (یعنی التحیات میں سلام بھیجنے کا طریقہ بتادیا ہے کہ ہم السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته کہا کریں) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ ان الفاظ میں درود بھیجو:

اللّٰهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی إبراهیم وعلی آل إبراهیم إنك حمید مجید ،اللّٰهم بارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی إبراهیم وعلی آل إبراهیم إنك حمید مجید.

مسئلہ (۵۰) درود شریف کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول کوئی دعا پڑھیں۔

(۱) عن أبي بکر الصدیق أنه قال لرسول الله ﷺ: علّمني دعاءً ادعوبه في صلاتي؟ قال: قل اللّٰهم إني ظلمت نفسي ظلماً کثیرا ولایغفر الذنوب إلا أنت فاغفرلي مغفرة من عندك وارحمني إنك أنت الغفور الرحیم. (صحیح بخاری:۱/۱۱۵،و صحیح مسلم:۲/۳۴۷)

ترجمہ: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی دعا سکھا دیجئے کہ میں اسے اپنی نماز میں کیا کروں تو آپ نے فرمایا (یہ دعا) کیا کرو:

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کئے ہیں اور گناہوں کو آپ کے علاوہ کوئی بخشنے والا نہیں ہے بس مجھے اپنی جانب سے مغفرت عطا فرمائے اور مجھ پر رحم کیجئے یقیناً آپ بخشش کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

(۲) عن عائشة أن رسول الله ﷺ یدعو في الصلاة.

اللّٰهم إني أعوذبك من عذاب القبر وأعوذبك من فتنة المسیح الدجال وأعوذبك من فتنة المحیا وفتنة الممات. اللّٰهم إني أعوذبك من المأثم والمغرم.الحدیث.(صحیح بخاری:۱/۱۱۵، وصحیح مسلم: ۱/۲۱۷، ومؤطا مالك:۱۹۸بروایة ابن عباس)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کرتے تھے۔

اے اللہ میں آپ کی ذات کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور مسیح دجا ل کے فتنہ سے اور حیات و موت کے فتنہ سے اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں گناہوں اور قرض کے بارے۔

مسئلہ(۵۱)دعا سے فارغ ہو کر دائیں بائیں جانب سلام پھیریں، سلام پھیرتے وقت گردن اتنی موڑیں کہ پیچھے بیٹھے آدمی کو آپ کے رخسار نظر آجائیں۔

(۱) عن عامربن سعد عن أبيه قال: كنت أرى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلّم عن يمينه و عن يسا ره حتى أرى بيا ض خدّه.(صحیح مسلم ۱/۲۱۶)

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ﷺ دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتا۔

(۲) عن ابن مسعود أن النبي ﷺ كان يسلّم عن يمينه و عن يساره السلام عليكم ورحمة الله،السلام عليكم ورحمة الله حتى أرى بيا ض خدّه (رو اه الخمسه و صححه الترمذی۔ آثارالسنن:۱/۱۳۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرتے تھے یہاں تک کی آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔

نماز کے بعد دعا

ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے کرتے ہوئے اتنا اٹھائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں اور دعا سے فراغت کے بعد انھیں چہرے پر پھیرلیں۔

(۱) عن أبي أمامة قال: قيل يا رسول الله: أي الدعاء اسمع قال جوف الليل الآخر و دبر الصلوات المكتوبات. (سنن ترمذی، قال هذا حديث حسن: ۲/۱۸۷)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کونسی دعا بارگاہ خداوندی میں زیادہ سنی جاتی ہے اور قبول کی جاتی ہے آپ نے فرمایا وہ دعا جو رات کے آخری حصہ میں کی جائے اور وہ دعا جو فرض نمازوں کے بعد مانگی جائے۔

(۲) عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ كان يدعو في دبر صلاته. (التاريخ الكبير للبخاري: ۳/۲۰۸)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کے بعد دعا کرتے تھے۔

وضاحت: حدیث پاک میں لفظ "الدعا" عام ہے جو دعائے حاجت اور دعائے ماثورہ دونوں کو شامل ہے لہذا اسے دعائے ماثورہ کے ساتھ خاص کرنا خلاف اصول ہے، نیز حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے فرض نماز کے بعد دعا کے مستحب ہونے کا ثبوت بے تکلف ثابت ہوتا ہے۔

(۳) عن الفضل بن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة مثنىٰ مثنىٰ، تشهد في كل ركعتين وتخشعُ وتضرع وتمسكنُ وتقنع يديك، يقول، ترفعهما إلى ربك مستقبلاً ببطونهما وجهك وتقول يارب يارب ومن لم يفعل ذلك فهو كذا وكذا. (سنن ترمذی: ۱/۸۷، و نسائی: ۱/۸، وابن خزیمہ فی صحیحہ: ۲/۲۲۰)

وقال بعد تخريج الحديث "في هذا الخبر"شرح ذكر رفع اليدين ليقول اللّٰهم اللّٰهم ، ورفع اليدين في التشهد قبل التسليم ليس من سنة الصلاة وهذا دالّ على أنه أمره برفع اليدين والدعاء والمسألة بعد التسليم من المثنى: ۲/۲۲۱، واخرج ابوداؤد نحوه عن عبد المطلب بن وداعه ، وهوحديث حسن صالح للعمل فقد سكت عنه أبوداؤد، وذكره البغوي في فصل الحسان من مصابيح السنة وصدّره المنذري ، بعن في الترغيب والترهيب وذلك علامة كون الحديث مقبول عنده ، وصنيع الطحاوي في شرح مشكل الآثار: ۲/۲٤/ ۲٦، واضح في ان الحديث صحيح عنده ،ثلاث رسائل في استحباب الدعاء: /۳۲تعليقا.

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز (نفل) دو دو رکعت ہے، تشہد پڑھو ہر دو رکعت میں اور اظہار خشوع، عجز اور مسکنت کرو، اور اٹھاؤ اپنے ہاتھوں کو یعنی ہتھیلی کے باطنی حصہ کو چہرے کے سامنے اٹھاؤ اور یارب یارب کہو یعنی دعا مانگو اور جو شخص یہ نہ کرے اس کی نماز ایسی ویسی ہے یعنی ناقص ہے۔

"امام ابن خزیمہ اس حدیث کی تخریج کے بعد لکھتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں رفع یدین کے ذکر کی تشریح ہے کہ ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ سے دعا وسوال کرے گا اور سلام سے پہلے بحالت تشہد رفع الیدین نماز کی سنت سے نہیں ہے، نیز یہ حدیث بتارہی ہے کہ آپ ﷺ نے نمازی کو حکم دیا ہے کہ وہ دو رکعت پڑھ کر سلام کے بعد ہاتھوں کو اٹھائے اور اللہ سے دعا اور سوال کرے"۔

(٤) عن أم سلمة أن النبي ﷺ كان يقول: إذا صلى الصبح حين يسلم اللّٰهم إني اسئلك علما نافعاورزقاواسعا وعملا متقبلا.

(مسند احمد: ۳۰۵/۶، وابن ماجہ، وقال الشوکانی رجاله ثقات لولا الجهالة مولی ام سلمة، نیل الاوطار: ۳۴۵/۲ (وهی لاتضر عندنا)

ترجمہ: حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر کا سلام پھیرتے تو دعا کرتے اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں علم نافع، رزق واسع اور عمل متقبول کا۔

(۵) عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ رفع يده بعد ماسلم وهو مستقبل القبلة فقال: اللّهم خلّص الوليد بن الوليد وعيّاش بن ربيعة وسلمة بن هشام وضعفة المسلمين الذ ين لايستطيعون حيلة ولايهتدون سبيلا من أيدي الكفار (ذكره الحافظ ابن كثير في تفسيره: ۸۲۳/۱، سورة النساء الآية: ۱۰۰ وسنده کا لشمس الامن جهة على بن زيد بن جُدعان وهو يحتمل في الشواهد وابواب الفضائل من غير تردد.

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ رہتے ہوئے اپنے دستِ مبارک کو اٹھایا اور دعاء کی کہ اے اللہ ولید بن ولید، عیاش بن ربیعہ، سلمہ بن ہشام اور کمزور مسلمانوں کو جو کسی تدبیر کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ راستے سے واقف ہیں کفار کے ہاتھوں نجات اور خلاصی دے دیجئے۔

(٦) عن محمد بن أبي يحيىٰ قال: رأيت عبد الله بن الزبير ورأى رجلا رافعا يديه يدعو قبل أن يفرغ من صلاته، فلما فرغ منها قال له إن رسول الله ﷺ لم يكن يرفع يديه حتى يفر غ من صلاته. رواه الطبراني قال الهيثمي رجاله ثقات، مجمع الزوائد: ۱۶۹/۱۰)

ترجمہ: محمد بن ابی یحیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انھوں نے ایک شخص کو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھوں کو دعاء

کے لیے اٹھائے دیکھا تو جب نماز پڑھ چکے تو اس شخص سے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

ان احادیث مبارکہ کے عموم سے ظاہر ہے کہ نوافل و فرائض کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔

(۷)عن سلمان قال: قال رسول الله ﷺ: ما رفع قوم أكفهم إلى الله تعالى يسألونه شيئا إلاكان حقا على الله أن يضع في أيديهم الذي سألوا." اخرجه الطبراني في الكبير قال الهيثمي رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد: ۱۰/۱۶۹)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جس قوم نے بھی اپنی ہتھیلیوں کو اللہ کی جانب اٹھایا کسی چیز کو مانگتے ہوئے تو اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں ان کی مانگی ہوئی چیز رکھ دیں گے۔

(۸) عن حبيب بن مسلمة الفهري قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: لايجتمع قوم مسلمون يدعوبعضهم ويؤمّن بعضهم إلا استجاب الله دعاء هم. (اخرجه الحاكم وقال صحيح على شرط مسلم و رواه الطبراني في المعجم الكبير : ٤/٢٦، قال الهيثمي رجاله رجال الصحيح غير ابن لهيعة : ١٠/١٧٠، وابن لهيعة حسن الحديث والراوي عنه في هذا الحديث هو عبد الله بن يزيد المقرى وهو أحد العبادلة الذين تعدروايتهم عن ابن لهيعة أعدل وأقوى.

ترجمہ: حضرت حبیب بن مسلمۃ فہری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قوم مسلم جب جمع ہوتی ہے اور ان میں سے بعض دعا کرتے اور بعض آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کر لیتے ہیں۔

وضاحت: ان دونوں حدیث پاک سے اجتماعی دعا اور اس کی قبولیت کا ثبوت ہوتا ہے پھر یہ اجتماع عام ہے کہ نماز کے وقت میں ہو یا کسی اور وقت میں حدیث میں اس کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

(۹) عن أبي بكرة "مرفوعاً" سلوا الله ببطون أكفكم ولا تسئلوه بظهورها. (رواه الطبراني قال الهيثمي في جمع الزوائد :١٦٩/١، رجاله رجال الصحيح غير عمار بن خالد الواسطي وهو ثقة)

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہتھیلیوں کے اندرونی حصے سے اللہ سے مانگا کرو باہری حصے سے نہیں۔

(١٠) عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: إذا دعوت الله فادع بباطن كفيك ولاتدع بظهورها فإذا فرغت فامسح بهما وجهك. (سنن ابن ماجه باب رفع اليدين في الدعا :٢٧٥/١، قال السيوطي في فض الوعاء :٧٤/١، قال شيخ الاسلام، أبو الفضل ابن حجر في أماليه: هذا حديث حسن" (وذلك نظرا إلى شواهده)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ سے دعا کرو تو باطن ہتھیلی سے دعا کرو ہتھیلی کے ظاہر سے دعا نہ کیا کرو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا کرو۔

(١١) عن مالك بن يسار السكوني ثم العوفي أن رسول الله ﷺ قال: إذا سألتم الله فاسئلوه ببطون أكفكم ولاتسئلوه بظهورها.

سنن ابوداؤد في كتاب الصلاة :٢٠٩/١ واسناده جيد)

ترجمہ: حضرت مالک بن یسار عوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندرونی ہتھیلیوں سے دعا مانگا کرو ہتھیلیوں کے باہری حصہ سے نہ مانگا کرو

(۱۲) عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح وجهه (سنن ترمذی کتاب الدعوات: ۱۷۶/۲، قال الترمذي: هذاحديث صحيح غريب وفي نسخة غريب بدون لفظ صحيح وقال الحافظ ابن حجر في بلوغ المرام اخرجه الترمذي وله شواهد منها حديث ابن عباس عند أبي داؤد ومجموعها يقتضي أنه حديث حسن ، واقرّ الحافظ علي ذكر ذلك الأمير الصنعاني في سبل السلام: ۳۳۲/٤ -طبع دارالمعرفت بيروت ، واستدل بالحديث على مشروعية مسح الوجه باليدين بعد الفراغ من الدعاء، واقرّه ايضاً المحدث عبد الرحمن المباركفوري في تحفة الأحوذي : ۳۲۹/۹)

(۱۳)عن السائب بن يزيد عن أبيه أن النبي ﷺ كان إذا دعا فرفع يديه ومسح وجهه بيديه.(سنن ابوداؤد: ۲۰۹/۱ ،وفيه ابن لهيعة روى عنه قتيبة بن سعيد وروايته عنه صحيح وشيخ ابن لهيعة في هذا الحديث، حفص بن هاشم وهو مجهول لكن رجح ابن حجر في تهذيب التهذيب :۲/٤۲۰، ان شيخ ابن لهيعة في هذا الحديث هو حبان بن واسع دون حفص بن هاشم وحبان بن واسع ذكره ابن حبان في الثقات)

ترجمہ: سائب کے والد حضرت یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھوں کو اٹھاتے تو (ختم دعا پر) ہاتھوں کو چہرۂ مبارک پر پھیرتے تھے۔

(۱٤) عن أبي نعيم قال رأيت ابن عمر وابن الزبير يدعوان ويديران بالراحتين على الوجه.(الادب المفرد للامام بخاری:۲/۶۸)

ترجمہ: ابو نعیم وھب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو دعا کرتے ہوئے دیکھا (کہ ختم دعا پر) دونوں حضرات اپنی ہتھیلیوں کو چہرے پر پھیرتے تھے۔

(۱۵۰) عن ابن شهاب الزهري قال كان رسول الله ﷺ يرفع يديه عند صدره في الدعاء ثم يمسح بهما وجهه. (مصنف عبد الرزاق ۲۴۷/۲: واسناده صحیح، وهذا الحدیث وإن كان مرسلاً فالمرسل حجة عند كثير من المحدثين والفقهاء لاسيما اذا اعتضد من المرفوع.

ترجمہ: امام زہری رحمۃ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں ہاتھوں کو اپنے سینے تک اٹھاتے تھے پھر (ختم دعا پر) ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

ضروری تنبیہ:

مسئلہ (۵۲) میں مذکور کیفیت کے ساتھ فرض وغیرہ نمازوں کے بعد دعا مانگنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے ان مذکورہ احادیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہے لہٰذا اسے بدعت سمجھنا یا کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے؛ البتہ نماز کے بعد اس طرح دعا مانگنا ایک امر مستحب ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص ایسانہ کرے تو اس پر انکار و ملامت مناسب نہیں۔

مسئلہ (۵۳) نماز کے بعد ذکر اللہ بھی مستحب ہے اور رسول پاک ﷺ نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

(۱) عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ قال من سبح الله في دبر كل صلاة ثلاثا وثلاثين وحمد الله ثلاثا وثلاثين، وكبر الله ثلاثا وثلاثين، فتلك تسعة وتسعون وقال تمام المائة لا إله إلا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير غفرت خطاياه وإن كانت مثل زبد البحر. (صحیح مسلم ۲۱۹/۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کہے ہر نماز کے بعد ۳۳ بار

سبحان اللہ ، ۳۳بار الحمد للہ ، ۳۳بار اللہ اکبر ، پس یہ ۹۹ ہوئیں اور آپ ؐ نے فرمایا کہ ۱۰۰ کی تعداد پوری کرنے کے لیے کہے " لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریك له له الملك والحمد وهو علی کل شیٔ قدیر " تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

(۲) عن كعب بن عجرة قال: قال رسو ل الله ﷺ: معقبات لايخيب قائلهن أو فاعلهن دبر صلاة مكتوبة ثلاث وثلاثين تسبيحة ، وثلاث ثلاثين تحميدة ، وأربع وثلاثين تكبيرة . (صحیح مسلم:۲۱۸/۱)

ترجمہ : حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا فرض نمازوں کے بعد کے یہ اذکار ہیں جن کا کرنے والا نامراد نہیں ہوگا، ۳۳بار سبحان اللہ ۳۳بار الحمد للہ اور ۳۴بار اللہ اکبر۔

(۳) عن الحسن بن علي قال: قال رسول الله ﷺ من قرأ آية الكرسي في دبرالصلاة المكتوبة كان في ذمة الله إلى الصلوة الأخرىٰ (رواه الطبراني في الكبير قال الهيثمي في مجمع الزوائد: ۱۰/۲ اسناده حسن آثار السنن :۱۳۵/۱)

ترجمہ : فرزند علی ونواسۂ رسول حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص فرض نمازوں کے بعد آیت الکرسی پڑھے وہ دوسری نماز تک اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔

تنبیہ :احادیث میں فرض نمازوں کے بعد بہت سے اذکار مروی ہیں اس موقع پر بغرض اختصار انھیں پر اکتفاء کیا گیاہے۔

ضروری وضاحت

اگلی سطور میں نماز کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ مردوں کے لیے ہے

عورتوں کی نماز بعض باتوں میں مردوں سے مختلف ہے لہٰذا خواتین نماز ادا کرتے وقت درج ذیل مسائل کا خیال رکھیں۔

مسئلہ(۵۴) خواتین کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اکیلے گھر میں نماز ادا کریں۔

(۱) عن عبد الله بن مسعود عن النبي ﷺ قال: صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها. (سنن ابوداؤد: ۱/ ۸۳، ومستدرك الحاكم وقال صحيح على شرط الشيخين واقره الذهبي)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اپنے گھر میں گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے اور اس کی نماز گھر کی چھوٹی کوٹھری میں گھر کی نماز سے بہتر ہے (مطلب یہ ہے کہ عورت جس قدر پوشیدہ ہو کر نماز ادا کرے گی اسی قدر زیادہ ثواب کی مستحق ہوگی)۔

(۲) عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: صلاة المرأة في بيتها خير من صلاتها في حجرتها وصلاتها في دارها خير من صلاتها في مسجد قومها. (رواه الطبراني في الأوسط بإسناد جيد الترغيب والترهيب: ۱/ ۲۲۶)

ترجمہ: حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اپنی کوٹھری میں بہتر ہے گھر کے بڑے کمرے کی نماز سے اور اس کی نماز اپنے گھر کے بڑے کمرے میں بہتر ہے گھر کے صحن کی نماز سے اور اس کی نماز گھر کے صحن میں بہتر ہے محلے کی مسجد کی نماز سے۔

(۳) عن أم حميد امرأة أبي حميد الساعدي أنها جاءت النبي ﷺ فقالت: يا رسول الله! إني أحب الصلاة معك قال قد علمت

أنك تحبين الصلاة معي ، وصلاتك في بيتك خير من صلاتك في حجرتك وصلاتك في حجرتك، خيرمن صلاتك في دارك، و صلاتك في دارك خيرمن صلاتك في مسجد قومك ، وصلاتك في مسجد قومك خير من صلاتك في مسجدي، قال فامرت فبنى لها مسجد في أقصى شي من بيتها وأظلمه فكانت تصلي فيه حتى لقيت الله عزوجلّ.(رواه احمد ورجاله رجال الصحيح غيرعبد الله بن سويد۔ الأنصاري ووثقه ابن حبان،مجمع الزوائد :۲/۳۳- ۳۴)

ترجمہ حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ نماز ادا کروں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کی خواہشمند ہے، حالانکہ تیری کوٹھری کی نماز تیرے بڑے کمرے کی نماز سے بہتر ہے اور بڑے کمرے کی تیری نماز گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے اور تیری نماز گھر کے صحن میں محلّہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے اور تیری نماز محلّہ کی مسجد میں میری مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔

حضرت ام حمید سے روایت کرنے والے نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی منشاء سمجھ کر انھوں نے اپنے گھر والوں کو گھر کے اندر مسجد بنانے کا حکم دیا چنانچہ گھر کے آخری حصہ میں ایک تیرہ و تار کوٹھری میں مسجد بنادی گئی اور وہ اسی میں نماز پڑھتی رہیں یہاں تک کہ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

نوٹ:اس مسئلہ کی تفصیلات کے لیے ہماری کتاب "خواتین اسلام کی بہترین مسجد کا مطالعہ کریں۔

مسئلہ (۵۵) خواتین چہرے ، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ جسم کے

سارے عضو کو ڈھانک کر نماز ادا کریں۔

(۱) عن عبد الله عن النبي ﷺ قال المرأة عورة. (سنن ترمذی:۱/۱۸۹)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: عورت سراپا پردہ ہے۔

(۲) عن عائشة أن النبي ﷺ قال: لاتُقبل صلاة حائض إلا بخمار. (سنن ترمذی:۱/۸۶ و سنن ابو داؤد:۱/۹۳)

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے بالغ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے سر کے بالوں کا چھپانا بھی ضروری ہے۔

(۳) عن عائشة أنها سئلت عن الخمار ؟ فقالت: إنما الخمار ماواریٰ البشرة والشعر. (السنن الکبریٰ:۲/۲۳۵)

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اوڑھنی کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا اوڑھنی تو وہی ہے جو جسم کی کھال اور سر کے بال کو چھپالے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ جس اوڑھنی سے کھال اور بال نظر آئیں وہ اوڑھنی ہے ہی نہیں)

(٤) عن الحسن قال: إذا بلغت المرأة الحيض ولم تغطّ أذنها ورأسها لم تقبل لها صلاة. (مصنف ابن ابی شیبہ:۱/۳۰)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عورت جب بالغ ہو جاتی ہے اور نماز میں اپنے کانوں اور سر کو نہیں چھپاتی تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

(٥) عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال: "ولايُبدِينَ زِينَتَهُنَّ

إلاّ ماظهر منها" قال مافي الكف و الوجه .(السنن الکبری ۲/۲۲۵)
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "اور عورتیں نمایاں نہ کریں اپنی زینت کو مگر وہ جو ان کے بدن سے ظاہر ہے" سے مراد وہ زینت ہے جو ہاتھ اور چہرہ کی ہے کیوں کہ یہ دونوں ستر میں داخل نہیں ہیں۔

مسئلہ:(۵۶) خواتین تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں اسی میں ان کے لیے زیادہ پردہ پوشی ہے۔

(۱)عن وائل بن حجر قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا وائل بن حجر! إذا صليت فاجعل يديك حذاء أذنيك والمرأة تجعل يديهاحذاء ثدييها.(معجم طبرانی کبیر:۲۲/۱۸)

ترجمہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھوں کو سینے کے برابر کرے۔

(۲) عن عبد ربه بن سليمان بن عمير قال: رأيت أم الدرداء ترفع يديها في الصلاة حذو منكبيها.(جزء رفع اليدين للبخاري: ۷، و مصنف ابن ابی شیبة : ۱/۲۳۹)

ترجمہ :عبدربہ بن سلیمان سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ نماز میں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتی تھیں۔

(۳) عن ابن جريج قال قلت لعطاء تشير المرأة بيديها بالتكبير كالرجل؟ قال لاترفع بذالك يديها كالرجل ، وأشار فخفض يديه جدا وجمعهما إليه جداوقال للمرأة هيئة ليست للرجل وإن تركت ذلك فلا حرج .(مصنف ابن ابی شیبة ۱/۲۳۹)

ترجمہ :ابن جریج کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عطاء سے دریافت کیا کہ

عورت تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کی طرح ہاتھ اٹھائیگی (یعنی کانوں کے قریب تک) تو انھوں نے فرمایا عورت اپنے ہاتھوں کو مرد کی طرح نہ اٹھائے، (پھر عملی تعلیم کی غرض سے) رفع یدین کیا اور ہاتھوں کو نہایت پست اور اپنی جانب سیٹے رکھا اور فرمایا کہ (نماز میں) عورت کی خاص ہیئت ہے جو مرد کی نہیں اور اگر وہ اس ہیئت کو اختیار نہ کرے تو کوئی حرج نہیں (یعنی عورت کے لیے یہ ہیئت اولیٰ اور بہتر ہے لازم وضروری نہیں)۔

مسئلہ (۵۷) خواتین ہاتھ سینے پر باندھیں مردوں کی طرح ناف سے نیچے نہیں۔

(۱) مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھتے ہیں۔

أما في حق النساء فاتفقوا على أن السنة لهن وضع اليدين على الصدر. (السعایۃ: ۱۵۶/۲)

ترجمہ: رہا عورتوں کے حق میں تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سینے پر ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔

مسئلہ (۵۸) خواتین سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو پہلوؤں سے ملا رکھیں۔

(۱) عن ابن عمر مرفوعا، إذا جلست المرأة في الصلاة وضعت فخذها على فخذها الأخرى فإذا سجدت ألصقت بطنها في فخذيها كأستر مايكون لها وإن الله ينظر إليها ويقول: يا ملائكتي! أشهدكم أني قد غفرت لها. (كنز العمال ۵۴۹/۷، والسنن الكبرى ۲/ ۲۲۳، وهو حديث ضعيف كما قال البيهقي)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت جب نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران کو

دوسری ران پر رکھے (یعنی پیروں کو بائیں جانب نکال کر بچھادے اس طرح دونوں رانیں باہم مل جائیں گی) اور جب سجدہ کرے تو پیٹ کو رانوں سے چپکا لے اس طرح کہ اس کے لیے خوب پردہ پوشی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی جانب رحمت کی نظر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا۔

(۲)عن يزيد بن أبي حبيب أنه صلى الله عليه وسلم مرعلى امرأتين تصليان، فقال: إذا سجدتما فضُمّا بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ذلك ليست كالرجل. (مراسيل ابوداؤد/۸، والسنن الكبرى: ۲۲۳/۲، فيه انقطاع وضعف)

ترجمہ: یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گذرے دو عورتوں کے پاس سے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ نے ارشاد فرمایا تم جب سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصہ کو زمین سے ملالیا کرو کیوں کہ عورت (کی حالت سجدہ میں) مرد کی طرح نہیں ہے۔

(۳) عن أبي إسحاق عن الحارث عن علي رضي الله عنه وأرضاه قال إذا سجدت المرأة فلتحتفز وتضم فخذيها. (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۰۲ طبع کراچی)

حارث سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورت جب سجدہ کرے تو اچھی طرح سمٹ جائے اور اپنی رانوں کو ملالے۔

(٤) عن ابن عباس أنه سئل عن صلاة المرأة فقال: تجتمع وتحتفز. (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۰۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ سمٹ سمٹا کر نماز پڑھے۔

(٥) عن ابراهيم قال إذا سجدت المرأة فلتلزق بطنها بفخذيها ولاترفع عجزتها ولا تجافي كما يجافي الرجل. (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۰۳/۱)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے اور سرین کو اوپر نہ اٹھائے اور اعضاء کو مردوں کی طرح دور نہ کرے (بلکہ سب کو آپس میں ملائے رکھے)۔

(٦) عن مجاهد أنه كان يكره أن يضع الرجل بطنه على فخذيه إذا سجد كما تضع المرأة." (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۰۲/۱)

ترجمہ: حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ مرد جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا دے جس طرح عورتیں چپکا دیتی ہیں۔

(٧) قال ابراهيم النخعي كانت المرأة تومر إذا سجدت أن تلزق بطنها بفخذيها كيلا ترتفع عجز تها ولا تجافي كما يجافي الرجل." (السنن الكبرى: ٢٢٢/٢)

ترجمہ: ابراہیم نخعی نے کہا کہ عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ جب سجدہ کریں تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکالیں تاکہ ان کی سرین اوپر نہ اٹھے اور عورت اپنے اعضاء کو مرد کی طرح ایک دوسرے سے الگ نہ رکھے (بلکہ انھیں ایک دوسرے سے ملا رکھے)

امام بیہقی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

اجماع مايفارق المرأة فيه للرجل من أحكام الصلاة راجع إلى الستر وهو إنما مأمورة بكل ما كان استرلها: (٢٢٢/٢)

یعنی اس سلسلے میں جامع بات ستر اور پردہ پوشی کی جانب راجع ہے چوں کہ عورت ہر اس طریقہ کی منجانب شرع مامور ہے جس میں پردہ پوشی زیادہ

ہو، لہٰذا نماز کے جس طریقہ میں پردہ پوشی زیادہ ہوگی وہ عورت کے لیے مستحسن ہوگا، اور اس میں وہ مردوں کے طریقہ کے تابع نہیں ہوگی۔

مسئلہ (۵۹) خواتین دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات پڑھنے کے لیے جب بیٹھیں تو بائیں کولھے پر زمین سے چپک کر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دیں۔

(۱) عن ابن عمر أنه سئل كيف كان النساء يصلين على عهد رسول الله ﷺ ؟ قال كن يتربعن ثم أمرن أن يحتفزن يعني يستوين جالسات على أو راكهن. (جامع المسانيد: ۱/ ۴۰۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتیں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ تو انھوں نے فرمایا چار زانو بیٹھ کر پھر انھیں حکم ہوا کہ خوب سمٹ سمٹا کر بیٹھیں یعنی اپنے (بائیں) کولھے پر جم کر بیٹھیں۔

مسئلہ (۶۰) خواتین اگر اپنی علاحدہ جماعت قائم کریں تو ان کی امام صف میں کھڑی ہو کر نماز پڑھائے مردوں کے امام کی طرح صف سے آگے نہ کھڑی ہو۔

(۱) عن ريطة الحنفية أن عائشة أمتهن وقامت بينهن في صلاة مكتوبة. (رواہ عبد الرزاق اسنادہ صحیح آثار السنن: ۱/ ۱۳۱)

ترجمہ: ریطہ حنفیہ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی فرض نماز میں امامت کرائی اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔

(۲) وعن حجيرة بنت حصين قالت أمتنا أم سلمة في صلاة العصر فقامت بينها. (رواہ عبد الرزاق واسنادہ صحیح آثار السنن: ۱/ ۱۳۱)

ترجمہ: حجیرہ بنت حصین کہتی ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے

عورتوں کی نماز عصر کی امامت کی توان کے بیچ میں کھڑی ہوئیں۔

(۳) عن صفوان قال: إن من السنة أن تصلي المرأة بالنساء تقوم وسطهن. كتاب الأم: (۱/۱٦٤)

ترجمہ: حضرت صفوان کہتے ہیں کہ یہ بات سنت سے ہے کہ اگر عورت، خواتین کو نماز پڑھائے توان کے بیچ میں کھڑی ہو۔

مسئلہ (٦١) اپنے امام کو سہو پر متنبہ کرنے کے لیے خواتین آواز سے تسبیح نہ پڑھیں بلکہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی پشت پر تھپ تھپادیں۔

(۱) عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: التسبيح للرجل والتصفيق للنساء. (رواه مسلم وآخرون، في الصلوة صحيح بخارى: ۱/۱٦٠، وصحيح مسلم: ۱/۱۰۰، وسنن ترمذى: ۱/۸۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نماز میں (سہو کے موقع پر) تسبیح مردوں کے لیے اور تصفیق عورتوں کے لیے ہے۔

يقول العبد الضعيف حبيب الرحمن الأعظمي غفر الله له ولوالديه ولأساتذته وجميع المسلمين. فرغت من تأليف هذه الرسالة ٢٧/من رمضان المبارك سنة ١٤٢١هـ ولله الحمد والمنة وبه التوفيق والعصمة.

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين إلى يوم الدين.

